Regd. No. P/GDP-[illegible]
Phone No. 35

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان

خصوصی اشاعت

Ahmadiyya Markazi Library
Qadian 143516
Recpt No. 113
25/3/86

کلام الامام

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا
آئی ہے باد صبا گلزار سے مستانہ وار
اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِیْحُ جَاءَ الْمَسِیْحُ
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
آسماں بارد نشاں الوقت مے گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

براہین احمدیہ حصہ پنجم مطبوعہ ۱۹۰۸ء

ادارۂ تحریر
ایڈیٹر:۔ خورشید احمد انور
نائبین
بشارت احمد حیدر ــــــ شکیل احمد طاہر

ہفت روزہ بدر قادیان

مسیح موعودؑ نمبر

بابت

۸ رجب ۱۳۰۶ ہجری

مطابق

۲۰ امان ۱۳۶۵ ہش

۲۰ مارچ ۱۹۸۶ء

جلد : ۳۵ | شمارہ : ۱۲

شرحِ چندہ

سالانہ	۳۶ روپے
ششماہی	۱۸ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک	۱۲۰ روپے
فی پرچہ	۷۵ پیسے
خاص نمبر	ڈیڑھ روپیہ

اِداریہ

مامورِ زمانہ کی بعثت۔ گراں بار ذمہ داریوں کا حامل ایک مہتم بالشان آسمانی انعام

اللہ تعالیٰ کے انعامات کا مورد بننا جہاں انسان کی فطری سعادت اور خوش بختی پر دلالت کرتا ہے وہاں حسبِ مراتب اُس پر کچھ فرائض اور ذمہ داریاں بھی عائد کرتا ہے۔ اپنی کیفیت اور کمیت کے اعتبار سے خدا کی یہ نعمت جتنی عظیم ہوتی ہے اُتنی ہی انسان کی ذمہ داری بھی بڑھ جاتی ہے۔

ایک مومن کے لئے اِس سے بڑی خوش بختی اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ خُدا کے برگزیدہ مامور کا بابرکت زمانہ پائے اور اُس مامورِ برحق کو شناخت کرنے کے بعد اُس پر دل وجان سے ایمان لانے کی سعادت بھی حاصل کرے۔ اِس جہت سے جماعتِ احمدیہ کا ہر فرد اپنی فطری سعادت اور خوش بختی پر ناز کرنے میں حق بجانب ہے کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اُسے دورِ حاضر کے اُس برگزیدہ مامور کو شناخت کرنے اور اُس کے زمرۂ بیعت میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی جس کا آنا اِسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے لئے ضروری تھا۔ اور جس کی اُنگلیوں سے سازِ دہر کے "تار و پود" سنورنے مقصد تھے۔ وَ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

اُفقِ روحانیت کا وہ ماہتاب جس کے ذریعہ ظلمتوں کے پردے چاک ہونے تھے اور قصرِ اسلام نے ایک بار پھر عہدِ رفتہ کی شان وشوکت سے ہمکنار ہونا تھا سیدنا و امامنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بابرکت وجود میں اس وقت جلوہ گر ہوا جبکہ دینِ اسلام بظاہر حالات انتہائی کس مپرسی کے عالم میں اندرونی اور بیرونی دونوں محاذوں پر معاندینِ حق وصداقت سے برسرِ پیکار تھا۔ ایک محاذ اغیار نے کھول رکھا تھا جو اپنے ترکش کے تمام تیر صرف اور صرف مُسلمانوں پر چھوڑ دینے کا تہیا کئے ہوئے تھے۔ اور ان کے مقابل پر اسلام کا دفاع کرنے والے علماء ایک ایک کرکے اپنے ہتھیار پھینکنے پر مجبور ہو رہے تھے۔ دُوسری طرف اندرونی محاذ کی یہ حالت تھی کہ مُسلمانوں کی باہمی آویزش کے نتیجہ میں کوے کی حِلّت وحُرمت جیسے چھوٹے چھوٹے فقہی مسائل پر کفر و ایمان کی بازی لگی ہوئی تھی۔ مخالفین کے اعتراضات کی تاب نہ لاکر علم وفضیلت کی بڑی بڑی دستار رکھنے والے علماء دین بھی قبولیتِ دُعا اور حقیقتِ وحی سے مُنکر ہو چکے تھے۔ اور آیات ومعجزات کے نام لیوا نیچریت کا دم بھرنے لگے تھے۔ مُسلمانوں کی اِس زبوں حالی اور علمی بے بضاعتی کو دیکھ کر علامہ شبلیؔ جیسے دردمندانِ اسلام بھی اِس اندوہناک حقیقت کو شدت سے محسوس کر رہے تھے کہ :۔

"عباسیوں کے زمانہ میں اسلام کو جس خطرہ کا سامنا ہُوا تھا آج اُس سے کچھ بڑھ کر اندیشہ ہے۔ مغربی علوم گھر گھر پھیل گئے ہیں۔ اور آزادی کا یہ عالم ہے کہ پہلے زمانہ میں حق کہنا اِس قدر سہل نہ تھا جتنا آج ناحق کہنا آسان ہے۔ مذہبی خیالات میں عموماً تَعَوُّنجالی سا آگیا ہے۔ اور نئے تعلیم یافتہ بالکل مرعُوب ہوتے جاتے ہیں۔ قدیم علماء عزلت کے دریچہ سے کبھی سر نکال کر دیکھتے ہیں تو مذہب کا اُفق غبار آلود دکھائی دیتا ہے۔ ہر طرف سے صدائیں آرہی ہیں کہ پھر ایک نئے کلام کی ضرورت ہے۔" (علم الکلام صفحہ ۱۳۲)

عہدِ حاضر کے اِس اہم ترین تقاضا کے پیشِ نظر اسلام کی شاندار مدافعت، تائید وحمایت اور عالمگیر اشاعت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہؑ کو جہاں بے شمار نشانات ومعجزات اور آسمانی تائیدات سے سرفراز فرمایا وہاں آپ کو ایک ایسے جدید اور بے مثال عِلم کلام سے بھی نوازا جس کی نسبت خود حضورؑ نے فرمایا :۔

"اسلام کا غلبہ جو حُجِ قاطعہ اور براہینِ ساطعہ پر موقوف ہے اِس عاجز کے ذریعہ مقدّر ہے۔۔۔۔۔۔ اور اگرچہ اسلام اپنے دلائلِ حقّہ کی رُو سے قدیم سے غالب چلا آیا ہے اور ابتداء سے اُس کے مخالف رُسوا اور ذلیل ہوتے چلے آئے ہیں لیکن اس غلبہ کا مختلف فرقوں اور قوموں پر ظاہر ہونا ایک ایسے زمانے کے آنے پر موقوف تھا جو بباعث کُھل جانے راہوں کے تمام دُنیا کو ممالکِ متحدہ کی طرح بناتا ہو۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ حاشیہ)

چنانچہ حضور علیہ السلام کی اسّی سے زیادہ معرکہ آرا ضخیم تصانیف آج بھی اِس حقیقت کا مُنہ بولتا ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جس برگزیدہ بندے کو تائید وحمایتِ دِین کے مقدس ترین فریضہ کی تکمیل کے لئے کھڑا کیا اُس نے فی الواقع مُتکلّم ہونے کا حق ادا کر دیا۔ حتیٰ کہ انصاف پسند اہلِ علم وفضل بھی یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوئے کہ :۔

"مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابل پر اُن سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اور اِس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اِس لٹریچر کی قدر وعظمت آج جبکہ وُہ اپنا کام پُورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔" (اخبار "وکیل" امرتسر)

"اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اُس کے قلم میں اِس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ شمالی ہند میں اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں۔۔۔ ۔۔۔ اُس کا پُرزور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے۔ اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔" (اخبار "کرزن گزٹ" دہلی)

افسوس کہ اُمتِ مُسلمہ کو جس کے لئے مسیح محمدی نے اپنے قلم سے ایک شاندار لٹریچر پیدا کرکے علم ومعرفت کا ایک لازوال خزانہ عطا کیا ہے آج بھی کسی ظاہری مال کی تقسیم کا انتظار ہے۔ ایسے میں سب سے اہم اور پہلی ذمہ داری جو ہم افراد جماعتِ احمدیہ پر عائد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم اس دولت کی قدر کریں اور ان لعل وجواہر سے جو حضورؑ نے لُٹائے ہیں اپنی جھولیاں بھر لیں کہ اسی میں ہماری اور ساری دُنیا کی نجات اور فلاح وبہبود کا راز مضمر ہے۔

اِس جدید اور بے مثال علمِ کلام کے زیور سے آراستہ ہونے کے بعد ہم پر دُوسری اہم ترین ذمّہ داری یہ عائد ہوتی ہے کہ ہم دُنیا کی رُوحانی تشنگی کا مداوا کرنے کے لئے اِس چشمۂ صافی کو ہر فردِ بشر تک پہنچائیں اور ہمہ تن دعوت اِلی اللہ میں مصروف ہو جائیں۔ ۲۳ مارچ کا مقدس تاریخی دن ہر سال ہمیں اپنے اِسی رُوحانی منصب کا احساس دِلاتا ہے اور اِسی کی طرف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے بابرکت عہدِ خلافت کے آغاز سے جماعت کے ہر فرد کی توجہ مبذول کرا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے ہم سب کو اپنی اِس جلیل القدر جماعتی ذمہ داری سے کماحقّہٗ عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے تا آنکہ تمام دُنیا اِسلام کے نُور سے منور ہو جائے۔ آمین اَللّٰھُمَّ آمین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

خورشید احمد انور

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۶ امان (مارچ)۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہفتہ زیرِ اشاعت کے دوران موصول ہونے والی تازہ اطلاع کے مطابق لنڈن میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور مہماتِ دینیہ کے سر کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ الحمدللہ۔

● محترمہ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت علیل رہتی ہے۔ صحت وسلامتی اور برکتوں سے معمور طویل زندگی کے لئے احبابِ کرام دُعائیں جاری رکھیں۔

● مقامی طور پر جملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں

الحمدللہ۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر ہفت روزہ بدر قادیان سے شائع کیا۔

پروپرائیٹر:۔

صدر انجمن احمدیہ قادیان

خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے کہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں

وہ چاہتا ہے کہ زمین اور آسمان والے اُسی کی عبادت کریں۔ اُس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں!

اُس کا منشاء یہ ہے کہ اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے!

Ahmadiyya ... Library
Acc. No.
Qadian

سو تم اِس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں اُن کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اُس کا نمونہ دکھاؤں۔ اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے اُن کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اُس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اُس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔" (لیکچر لاہور صفحہ ۴۷)

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں، کیا یورپ اور کیا ایشیا، اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ سو تم اِس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔" (الوصیۃ صفحہ ۱۰-۱۱)

"خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔

اے سننے والو! سنو! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔ بس یہی کہ تم اسی کے ہو جاؤ۔ اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو۔ نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا۔ اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا۔ اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سنتا اور بولتا بھی ہے۔ اُس کی تمام صفات ازلی و ابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطل نہیں۔ اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں۔ اور جس کی کوئی بیوی نہیں۔ وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔ اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں۔ اور جس کا کوئی ہمتا نہیں جس کا کوئی ہم صفات نہیں۔ اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں۔ وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے اور دور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ تمثّل کے طور پر اہلِ کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے مگر اس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے۔ اور وہ سب سے اُوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اُس کے نیچے کوئی اَور بھی ہے۔ اور وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفاتِ کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامدِ حقّہ کا۔ اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا۔ اور جامع ہے تمام طاقتوں کا اور مبدء ہے تمام فیضوں کا اور مرجع ہے ہر ایک شئی کا۔ اور مالک ہے ہر ایک مِلک کا۔ اور متّصف ہے ہر ایک کمال سے۔ اور منزّہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے اور مخصوص ہے اِس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں۔ اور اُس کے آگے کوئی بات بھی انہونی نہیں۔" (الوصیۃ صفحہ ۱۲-۱۷)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز

فرمودہ ۲۷ فتح (دسمبر) ۱۳۶۴ ہش / ۱۹۸۵ء بمقام مسجد فضل لندن

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ رُوح پرور اور بصیرت افروز خطبہ جمعہ کیسٹ کی مدد سے احاطۂ تحریر میں لاکر اِدارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔ (ایڈیٹر بدر)

تشہد و تعوذ اور سُورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔
آج سے اٹھائیس برس پہلے ۱۹۵۷ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

وقفِ جدید انجمن احمدیہ کی بُنیاد

ڈالی۔ یہ تحریک بُنیادی طور پر دو اغراض سے جاری کی گئی۔ پہلی غرض تو یہ تھی کہ پاکستان کے دیہاتی علاقوں میں چونکہ یہ ممکن نہیں تھا کہ ہر جگہ ایک مُربّی کو تعینات کیا جائے۔ اس لئے وہاں خصوصًا نئی نسلوں میں تربیت کی کمزوری کے آثار ظاہر ہونے شروع ہوئے نہ صرف نئی نسلوں میں بلکہ تقسیم ہند کے بعد جو لوگ نوجوان تھے وہ بھی کئی قسم کی معاشرتی خرابیوں کا شکار ہوئے اور بُنیادی طور پر دین کے مبادیات سے بھی بعض صُورتوں میں وہ غافل ہو گئے۔ چنانچہ حضرت مُصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بشدت یہ محسوس کیا کہ جب تک کوئی ایسی تحریک جاری نہ کی جائے جس کا تعلق خالصتًا دیہاتی تربیت سے ہو، اُس وقت تک دیہاتی علاقوں میں احمدیت کے مستقبل کے متعلق ہم بے فکر نہیں ہو سکتے۔
چنانچہ جب حضور رضؓ نے اس تحریک کا آغاز فرمایا تو اوّلین ممبران وقفِ جدید میں خاکسار کو بھی مقرر فرمایا۔ اور اُن دنوں میں بیمار تھے لیکن بیماری کے باوجود ذہن ہر وقت اسلام کی ترقیات کے متعلق سوچتا رہتا تھا۔ تو ابتدائی نصیحتیں جو مجھے کیں اُن میں ایک تو یہی دیہاتی تربیت کی طرف توجہ دینے کے متعلق ہدایت تھی۔ اور دُوسرے ہندوؤں میں تبلیغ کی خاص طور پر تاکید کی گئی تھی۔ تو بہر حال یہ پہلا مقصد دیہاتی تربیت کا تھا۔ اور دُوسرا مقصد پاکستان میں بسنے والے ہندوؤں کو مسلمان بنانا تھا۔
دیہاتی تربیت کے متعلق جب آغاز ہی میں مَیں نے جائزہ لیا تو بعض صورتوں میں تو

نہایت خوفناک کوائف

سامنے آئے۔ مختلف اضلاع کے بعض دیہات کو نمونہ بناکر وہاں اپنے معلّمین اور بعض دفعہ غیر معلّمین جو اپنے آپ کو اِس کام کے لئے پیش کرتے تھے اُن کو بھجوا کر باقاعدہ ایک فارم کو بھروایا گیا۔ اس سے معلوم ہُوا کہ باجماعت نماز پڑھنے والوں کی تعداد بعض جگہ اتنی گر گئی ہے کہ پوری جماعت میں جتنے باجماعت نمازی ہونے چاہئیں اس کے مقابل پر دس فیصدی بھی نہیں رہے۔ بعض دیہات میں بہت بڑی تعداد میں بچے ایسے نظر آئے جن کو نماز بے ترجمہ بھی نہیں آتی تھی۔ اور تلفظ کی غلطیاں تو اتنی عام تھیں کہ کلمہ بھی صحیح تلفظ کے ساتھ ادا نہیں کیا جا سکتا تھا۔ تو بہت ہی خوفناک اعداد و شمار سامنے آئے۔ اور اس وقت یہ محسوس ہُوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے جو خدا نے مصلح موعود کا وعدہ فرمایا تھا یہ اسی وعدے کا ایک حصہ ہے۔ بڑی گہری بصیرت بھی آپ کو عطا فرمائی اور وقتًا فوقتًا ایسے بنیادی اقدامات کرنے کی طرف بھی اللہ تعالیٰ توجہ دلاتا رہا جو جماعت کی اصلاح میں نمایاں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے تھے۔ اور ہمیشہ رکھتے رہیں گے۔
چنانچہ وقفِ جدید کی تحریک ان کوائف و اعداد و شمار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے لئے خود ہی لائحہ عمل ڈھالتی رہی۔ اور متعدد طریق ایسے استعمال کئے گئے جس سے جماعت کی حالت سنبھلنی شروع ہو۔ اُن کو اپنے فرائض کا احساس ہو۔ اپنے مقام کا احساس ہو۔ اور جس حد تک ممکن ہو وہ دُنیا کے سامنے ایک اچھا نمونہ پیش کر سکیں۔ دیہاتی جماعتوں میں اگرچہ علم کی کمی کی وجہ سے تربیتی لحاظ سے کمزوری بھی جلدی پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن عام طور پر اخلاص کا معیار اور اطاعت کا معیار بلند ہے اور کمزوری جتنی جلدی پیدا ہوتی ہے اُتنی جلدی دُور کرنے کے لئے بھی وہ تیار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ

اِس تحریک کے نتیجے میں

عملًا یہ بات سامنے آئی کہ بعض جماعتوں میں جہاں نمازی بھی دس فیصد نہیں تھے۔ وہاں چند مہینے کی کوششوں میں ہی خُدا کے فضل سے تیس چالیس فیصدی تک تہجد گزار لوگ پیدا ہو گئے۔ بچّے اور بوڑھے اور عورتیں سبھی نے نیک کاموں میں حیرت انگیز تعاون کا نمونہ دکھایا۔ مُعلّمین کی کمی کی وجہ سے ہمیں پھر اُن کو بار بار مختلف اضلاع میں بدل بدل کر مقرر کرنا پڑا۔ رُوپے کی شروع میں بہت کمی محسوس ہوتی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس میں بھی برکت ڈالی۔ اور رفتہ رفتہ یہ تحریک اس پہلو سے خوب اچھی طرح اپنے پاؤں پر کھڑی ہو گئی۔
جہاں تک

ہندوؤں میں تبلیغ

کا تعلق ہے شروع کے چند سالوں میں باوجود بہت کوشش کے کوئی پھل نہیں ملا۔ خصُوصًا وہ علاقے جہاں ہندو قومیں زیادہ آباد ہیں۔ وہاں کئی قسم کے ایسے مسائل تھے جن کے ساتھ نپٹنا ہمارے بس کی بات نہیں تھی۔ اور پھر اجنبیت اتنی تھی اور اسلام کے خلاف اُن پسماندہ اقوام میں جہاں زیادہ تر ہندو ملتے ہیں، ایک دُوری اس وجہ سے بھی پائی جاتی تھی کہ اُن علاقوں کے مُسلمانوں کا سلوک اُن سے اچھا نہیں تھا۔ مثلاً زیادہ تر سندھ میں یہ پسماندہ قومیں آباد ہیں جن کی بڑی بھاری اکثریت ہندو ہے۔ یہ مزدُور پیشہ لوگ ہیں۔ اور مختلف سندھ کے علاقوں میں موسم کے لحاظ سے آتے اور جاتے رہتے ہیں۔ اُن کا اصل بُنیادی ٹھکانہ تھر ہے یعنی وہ ریگستانی علاقہ جو سندھ اور ہندوستان کے درمیان واقع ہے۔ کہیں بارڈر سے پچاس میل تک اندر آگیا ہے یعنی تھر کا ریگستانی علاقہ کہیں کم ہو گیا ہے۔ بہرحال ایک بہت چوڑی بیلٹ (BELT) ہے جو پاکستان کے زرخیز علاقے کو ہندوستان کے بارڈر سے الگ کرتی ہے۔ اور اس ساری بیلٹ (BELT) میں اگرچہ ایک حصّے میں مُسلمان بھی آباد ہیں مگر بھاری اکثریت اِنہی پسماندہ ہندو اقوام کی ہے۔ اُن کے ساتھ دو طرح سے بدسلوکی ہوئی۔ ایک تو یہ کہ جب یہ لوگ مزدوری کے لئے زمینداروں کے پاس جاتے تھے تو اُن کے ساتھ اچھا معاملہ نہیں ہوتا تھا۔ اور جہاں بھی بس چلا اُن کی مزدُوریاں دبا لی گئیں جہاں بھی کسی کی پیش گئی ان کے اُوپر بعض دفعہ جھُوٹے مقدمے بھی بنائے گئے۔ پولیس سے سزائیں بھی دِلوائی گئیں۔ اور حتی الامکان بیگار لینے کی کوشش کی گئی۔ اِس لئے اُن کے دل میں اُن

مُسلمانوں کے خلاف ایک تنفّر

پایا جاتا تھا۔
دُوسرے ہندوؤں سے بڑھ کر اُن سے مُسلمان چھُوت چھات کرتے تھے۔ اور یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ کسی اچھُوت کو یعنی ان اقوام کے کسی انسان کو اپنے برابر بٹھائیں۔ یا اُن برتنوں میں یہ بھی پانی پئیں جن میں وہ پیتے تھے۔ یا اپنے برتنوں میں اُن کو پانی پینے دیں۔ تو پُوری طرح چھُوت چھات کا سلوک بھی اُن سے کیا جا رہا تھا۔ اس لئے جب ہم نے وہاں مُعلّمین بھجوائے تو بہت ہی یہ بدکتے تھے، اسلام سے گھبراتے تھے۔ اور نتیجۃً کئی سال کی کوششوں کے باوجُود کوئی ایک پھل بھی نہیں لگا۔ بہرحال حضرت مُصلح موعودؓ کی طرف سے بار بار تاکید تھی کہ اس کام کو چھوڑنا نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ پھر بالآخر اُن کا یہ جمُود ٹوٹا، اُن کی نفرت دُور ہوئی۔ محبت اور پیار کے ساتھ جب اُن کو اِسلام کی تعلیم دی گئی تو توجہ پیدا ہونی شروع ہوئی۔ پھر اُن ہی میں سے واقفین بھی پیدا ہُوئے جنھوں نے بہت جلدی جلدی اخلاص میں ترقی کی۔ اور اپنے آپ کو وقف کیا۔ اور جب ایک دفعہ یہ جمود ٹوٹا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تیزی کے ساتھ اُن میں اِسلام پھیلنا شروع ہو گیا۔
اِس کے علاوہ ایک اَور بڑی اہم مشکل یہ تھی کہ اُن قوموں کے خصوصی حالات کی وجہ سے عیسائی اُن کو اپنا شکار سمجھتے تھے۔ وہ خصوصی حالات خود بہت ہی دردناک ہیں۔ اور اُن کی پسماندگی میں ان حالات نے اور بھی زیادہ دُکھوں کا اضافہ کر دیا تھا۔ اس ہندو علاقے میں صرف پسماندہ قومیں نہیں بلکہ

ہندو مہاجن بھی

آباد ہے۔ اور بعض قصبات میں تو سو فیصدی ہندوؤں کی آبادی ہے۔ ایک بھی مسلمان

قصبے کے اندر موجود نہیں ۔ اور اُن کی ساری معیشت ساری ہی اقتصادیات مہاجن کے ہاتھ میں ہے ۔ چنانچہ اُن کی غربت سے استفادہ کرتے ہُوئے اور موسمی مصائب سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے رفتہ رفتہ ہندو مہاجن نے اُن کی ساری زمینیں گروی رکھ لیں ۔ اور جب ایک موقعہ پر مجھے وہاں جا کر خود جائزہ لینے کی توفیق ملی تو اُس وقت یہ کوائف سامنے آئے کہ سارے علاقے میں سو فیصدی زمین تو اِن پسماندہ لوگوں کی ہے لیکن عملاً سو فیصدی فصل ہندو مہاجن کی ہے ۔ طریق کار یہ جاری تھا کہ جب موسم مثلاً خراب ہو ، زیادہ تر باجرے کی فصل ہوتی تھی ، بارش نہ ہو وقت پر تو اگلے سال کے لئے اُن کے پاس بیج کے لئے بھی پیسے نہیں ہوتے تھے ۔ مہاجن سستے زمانے کا بیج لے کر سنبھال کر رکھ لیتا تھا ۔ اور اوّل تو زیادہ قیمت پر اُن کو دیتا تھا ۔ اور پھر سُود پر دیتا تھا ۔ اور وہاں کا جو سُود ہے وہ بھی

عام سُود سے مختلف

ہے ۔ وہ مہینے کے حساب سے ہے ۔ مثلاً پانچ روپے مہینہ سَو روپے پر ۔ اور یہ سُود بھی رعایت سمجھی جاتی ہے کہ بڑی نرمی کا سلوک کیا گیا ہے ۔ سال پہ وہ عمداً اس لئے شمار نہیں کرتے کہ اس سے زیادہ نظر آئے گا ۔ ساٹھ روپے سو پر سال تو بہت بڑی رقم نظر آتی ہے ۔ وہ کہتے ہیں پانچ روپے مہینہ ۔ چھ روپے مہینہ ۔ دس روپے مہینہ ۔ اِس طرح وہ سُود چلتا ہے ۔ اور سُود پر دیا ہُوا جو بیج ہے اگر وہ کاشت کیا جائے اور پھر بارش نہ ہو وقت پر تو سارا سال وہ پانچ روپے مہینہ سُود پر بڑھنا شروع ہو جاتا ہے ۔ اور اگلی فصل کے لئے بعض دفعہ اُن کو دوبارہ قرض لینا پڑتا ہے ۔ اور اِس دوران مہاجن سے لے کر کھاتے بھی ہیں پھر ۔ اور اِس طرح رفتہ رفتہ چند سالوں کے اندر اندر یہ کیفیت ہو گئی کہ بعض علاقوں میں اُن سے میں نے براہِ راست خود سوال کیا تو پتہ چلا کہ آئندہ

دس دس سال کی فصلوں کی آمد

اُن پر قرض ہے ۔ اور کسی قیمت پر اُن کے چکر سے نکلنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا ۔ یعنی مزارعت کی جو بد ترین اور ذلیل ترین قسم ایک انسان سوچ سکتا ہے وہ وہاں رائج تھی اور ابھی تک رائج ہے ۔ زمیندار جب اپنی زمین کسی کو دیتا ہے مزارعت پر تو زمین محنتی کی نہیں ہوتی ۔ زمین اُس کی ہوتی ہے اور محنت کرنے والا اَور ہے ۔ اور وہ دونوں اس کو نصف نصف یا جس طرح بھی طے ہو آپس میں بانٹتے ہیں ۔ یہاں زمین محنتی کی ہے ۔ مزارعت کا حصہ بٹانے والے کی نہیں ۔ محنت بھی اُس کی ہے زمین بھی اس کی ہے ۔ اور اس کے باوجود اس کی ساری فصل غیر کی ہے ۔ اور اس فصل میں سے پھر وہ سُود پر زیادہ قیمت پر خود اپنی بوئی ہوئی فصل کا پھل اُس سے مانگتا ہے منت منت کر کے اور اسی پر پھر وہ گزارہ کرتا ہے ۔

یہ صورتِ حال بہت ہی زیادہ خوفناک ہو جاتی اگر یہ لوگ مزدوری کے لئے سندھ کے علاقوں میں نہ جاتے ۔ اِس لئے مزدوری کے لئے جب سندھ کے علاقے میں جاتے ہیں تو وہاں سے کچھ نہ کچھ کما کے لے آتے ہیں ۔ جس سے بسر اوقات اُن کی چلتی رہتی ہے ۔ وہاں جا کر پھر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے زیادہ تر

مُسلمان زمینداروں سے واسطہ

پڑتا ہے ۔ اور اُن میں سے بھی بسا اوقات اکثر کے ظلم کا نشانہ بننا پڑتا ہے ۔ کوئی سکول نہیں ہے وہاں ۔ کوئی شفاخانے نہیں ہیں ۔ سوائے چند ایک قصبات کے جہاں ملتے ہیں ۔ اِس لئے پسماندگی میں جہالت کا بھی اضافہ اور صحت کی خرابی ۔ اس کے باوجود یہ لوگ محنتی ہیں ۔ اس کثرت کے ساتھ ان میں سِل کی بیماری پائی جاتی ہے اور دانتوں کی بیماری پائی جاتی ہے کہ کوئی اَور قوم ہوتی تو بالکل ہی ہاتھ پاؤں توڑ کے بیٹھ جاتی ۔ لیکن بڑے ہمت والے لوگ ہیں ۔ ان تکلیفوں کے باوجود بہت محنتی قوم ہے ۔ اور سندھ میں جو عموماً زمینداروں میں محنت کی عادت ہے اُس سے کئی گنا زیادہ محنت کر سکتے ہیں ۔ اور دیانتدار ہیں ۔ لین دین میں صاف ہیں ۔ یہ ایک اَور خوبی اُن میں حیرت انگیز طور پر پائی جاتی ہے ۔

اِن حالات کو دیکھ کر عیسائی قوموں کے لئے تو یہ تر نعمہ تھے ۔ چنانچہ پیشتر اس کے کہ وقفِ جدید وہاں کام شروع کرتی

…ya Markazi Library … No … Qadian 1…

عیسائیوں نے وہاں جال پھیلا دیئے تھے

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ PL-۴۸۰ کی وجہ سے بہت سی رقم عیسائی مشنریوں کو امریکہ کی طرف سے گندم کی مدد کے طور پر ملتی تھی ۔ خشک دودھ ملتا تھا ۔ اور اسی طرح کئی قسم کی سہولتیں تھیں دوائیاں مفت تقسیم کرنے کے لئے ملتی تھیں ۔ گشتی شفاخانے اُن کے رائج تھے ۔ تو ان حالات میں وقفِ جدید نے وہاں کام کا آغاز کیا ۔ یعنی ہر سمت سے بظاہر یوں لگتا تھا کہ ایک ٹھوس دیوار ہے جو سامنے حائل ہے کہ آگے نہیں بڑھنا ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز فضل فرمایا ۔ ساری دیواریں ٹوٹ گئیں ۔ اُس قوم میں غیر معمولی طور پر نئی راہیں عطا کیں ہیں ۔ اور رفتہ رفتہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھیلتے پھیلتے جب مجھے آخری فگر (FIGURE) یاد ہیں جب میں وقفِ جدید میں تھا تو ایک سو تینتالیس دیہات میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام قائم ہو چکا تھا ۔ اور عیسائیوں کے کلیتاً وہاں سے پاؤں اُکھڑ گئے تھے ۔ شروع ہی میں معلمین وقفِ جدید کی طرف سے جب یہ تقاضے ہوئے کہ ہمیں بھی کچھ دیا جائے مدد کے لئے ورنہ یہ لوگ عیسائیوں کی جھولی میں چلے جائیں گے ۔ تو میں نے بہت ہی اصرار کے ساتھ اُن کو اِس بات سے روکے رکھا ۔ میں نے کہا

اگر دولت تقسیم کرنے کا مقابلہ ہُوا

تو ہم عیسائیوں کے مقابل پر ہزارواں لاکھواں حصّہ بھی خرچ نہیں کر سکتے ۔ اور دُوسرے یہ کہ جس قوم کو ہم نئی زندگی عطا کرنا چاہتے ہیں اُس کے اچھے اخلاق کو بھی گندگی میں تبدیل کر دیں یہ کیسے ممکن ہے ؟ ان میں خود داری ہے ۔ اُن میں اچھے معاملات کی عادت ہے ۔ لین دین کی تمیز ہے ۔ محنت کی عادت پائی جاتی ہے ۔ اگر ہم اُن کو بھکاری بنا دیں تو اِس اسلام کا اُن کو کیا فائدہ ؟ ہم تو پسماندہ اقوام کو اُٹھا کر انسانی سطح پہ بلند کرنا چاہتے ہیں ۔ تو ہر پہلو سے یہ بات غلط ہے ۔ چنانچہ وقفِ جدید نے شروع سے ہی یہ مصمم ارادہ کیا ہُوا تھا اور اس پر عمل رہا آخری وقت تک ۔ ابھی بھی اسی پر عمل ہے کہ اُن کو بھکمنگا نہیں بنانا ۔ ہاں بعض دُوسری صُورتوں میں اگر جب بھی ممکن ہو اُن کی مدد اِس رنگ میں کی جائے کہ اُن کو سُود کی لعنت سے بچایا جائے ۔ چنانچہ ہم نے فصلوں کے وقت ، کاشت کے وقت اُن کو قرضے دینے شروع کئے بعض جگہ ۔ خصوصاً اُن سالوں میں جب کہ بہت ہی زیادہ حالات خراب ہوتے تھے ۔ وقفِ جدید کی ایک بہت ہی معمولی حیثیت ہے لیکن اللہ تعالیٰ برکت ڈال دیتا ہے کاموں میں ۔ بیج ہم نے بھی پہلے سے لے کر رکھنا شروع کر دیا ۔ اور وقت کے اُوپر اُن کو گندم یا باجرے کا بیج اصل قیمت پر دیتے تھے ۔ نہ صرف یہ کہ سُود نہیں بلکہ منافعہ بھی کوئی نہیں ہوتا تھا ۔ کوئی کاغذی لین دین نہیں تھا ۔ اگر وہ لے کر بھاگنا چاہتے تو سب کچھ بھاگ جاتے ۔ لیکن ایک آنہ بھی ضائع نہیں ہُوا خُدا کے فضل کے ساتھ ۔ اِس سے آپ اندازہ کریں کہ

اُن کا قومی کردار کتنا بلند ہے ؟

کسی اَور پاکستان کے علاقہ میں کتنی لکھت پڑھت کریں ، کتنی رُوپے کی حفاظت کا انتظام کرلیں یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ سارا روپیہ واپس آجاتے ۔ اور اگر بے احتیاطی کریں تو یہ ممکن ہے کہ سارے کا سارا روپیہ ضائع ہو جاتے ۔ ایک پیسہ بھی واپس نہ آتے ۔ لیکن اِس ہندو

"ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سُنو اور شکر کرو!"
(کشتی نوح)

پیشکش :- گلوب ٹائپ ربر مینوفیکچررس ۔ ۱۰ بی رابندرا سرانی ۔ کلکتہ ۷۳-۰۰۰
فون :- 27-0441
گرام :- GLOBEXPORT

پسماندہ علاقہ میں آج تک ایک پیسہ بھی وقفِ جدید کا ضائع نہیں ہُوا۔ بڑی دیانت داری کے ساتھ یہ واپس کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ابھی پیچھے دو سال کی بات ہے باوجود اس کے کہ شدید دباؤ تھا حکومت کی طرف سے ان لوگوں پر اور علماء کی طرف سے کہ تم احمدیت سے پھر کر اپنے مذہبوں میں واپس چلے جاؤ۔ یعنی مُشرک ہو جاؤ خود، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی صداقت اور اللہ کی توحید کے گُن گانے چھوڑ دو۔ اور بُتوں کی پرستش شروع کر دو۔ یہ ہمیں زیادہ قابلِ قبول ہے

بہ نسبت اِس کے کہ تم احمدی مُسلمان کہلاؤ

اور ہر قسم کی مدد اِن کو دی جاتی تھی۔ اس معاملے میں کہ اگر وہ احمدیوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنا چاہیں تو پُوری طرح اُن کو ہر قسم کی اعانت حاصل ہوگی۔ ایسے زمانے میں بھی کہ جو رقم بیج کے طور پر دی گئی وہ ساری کی ساری اُنہوں نے واپس کی۔

یہ وہ قوم ہے جس میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اُسی پر توکل کرتے ہوئے وقفِ جدید نے کام شروع کیا۔ اور عیسائیوں کے پاؤں وہاں سے اُکھیڑ دیے۔ کسی پیسے کے زور پر نہیں بلکہ دلائل کے زور سے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علمِ کلام اتنا مضبوط ہے، اتنا قوی ہے کہ اس کے سامنے عیسائی کے پاؤں ٹھہر ہی نہیں سکتے۔ بالکل تھوڑی تعلیم والے معلمین جو واقعات لکھا کرتے تھے حیرت ہوتی تھی کہ کس طرح خدا تعالیٰ اُن کو جواب سمجھاتا ہے۔ بڑی بڑی مجالس لگی ہوتی تھیں عیسائی پادریوں کی اور وہاں ایک معلم اُٹھ کے سوال شروع کر دیتا تھا اور کچھ دیر بعد وہ اپنی صف لپیٹ کر، بوریا بستر لپیٹ کر وہاں سے غائب ہو جایا کرتے تھے۔ تو عام چرچا شروع ہو گیا کہ عیسائیوں کے یہ پاؤں نہیں جمنے دیتے۔ اور واقعتاً کچھ عرصے کے بعد وہاں سے عیسائی تبلیغ ختم ہو گئی۔ لیکن اب کچھ عرصے سے اِس

بدلے ہُوئے ماحول سے فائدہ اُٹھا کر

یہ سمجھتے ہوئے کہ حکومت کی ساری طاقت اور علماء کی ساری طاقت احمدیوں کے مقابل پر عیسائیوں کے ساتھ ہو گی اُنہوں نے دوبارہ وہاں پَر پُرزے پھیلانے شروع کئے ہیں۔ سکول جاری کرنے شروع کئے ہیں۔ شفاخانے کھولے ہیں۔ دوبارہ امداد دینی شروع کی ہے۔ اور جہاں تک میں نے تخمینہ لگایا ہے کروڑہا روپیہ اُس علاقے میں خرچ کر کے اُن کو عیسائی بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس لئے جوابی کارروائی کے طور پر جماعتِ احمدیہ بھی کم سے کم اتنی مؤثر کارروائی کرے گی کہ وہ اپنے اِرادوں میں کامیاب نہ ہوں۔ لیکن یہ کم سے کم کارروائی ہے۔ مومن کی کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ جب مخالفانہ کوشش شروع ہو تو صرف اُس کوشش کو ناکام نہیں بنانا بلکہ ترقی کی رفتار کو پہلے سے کئی گُنا تیز کر کے دِکھانا ہے تاکہ ایسی کوشش کرنے والوں کی ہمتیں ٹوٹ جائیں۔ اُن کو دم بھی نہ آئے کبھی کہ الٰہی جماعتوں پر ہاتھ ڈال کر ہم کسی طرح کی بھی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اِس لئے نہ صرف اُن عیسائیوں کی طاقت کو وہاں توڑنا ہے اُن کوششوں کو ناکام بنانا ہے بلکہ ترقی کی رفتار کو پہلے سے زیادہ تیز کرنا ہے۔ یہ وہ مقاصد ہیں جو مَیں وقفِ جدید کے لئے

آئندہ چند سالوں کے لئے

متعین کرتا ہوں۔

اِس ضمن میں ایک نائب ناظم وقفِ جدید کو ربوہ کی بجائے اُن علاقوں میں منتقل کر دیا گیا ہے وہ مستقلاً اب وہیں بیٹھ کر وہیں اپنا اڈہ جمائیں گے اور وہیں بیٹھ کے کام کریں گے۔ اور اُن کو ہدایت دے دی گئی ہے کہ چھوٹے چھوٹے مدرسے قائم کریں۔ چھوٹے چھوٹے شفاخانے قائم کریں اور دُعا کے ساتھ جب وہ کوشش کریں گے تو عیسائیوں کے بڑے شفاخانے بھی انشاء اللہ تعالیٰ اِن چھوٹے شفاخانوں کے مقابل پہ ناکام ہو جائیں گے۔ ایلوپیتھک کی توفیق نہیں ہے تو ہومیو پیتھک علاج شروع کریں۔ اور پہلے بھی اس علاقے میں اس علاج کا کافی تعارف ہے۔ ہم نے جب شروع میں کام کیا تو شفاخانے تو کھول نہیں سکتے تھے۔ لیکن سب معلمین کو ہومیوپیتھک سکھا کر اور کچھ نسخے رٹا کر جو روزمرہ میرے استعمال میں آ چکے تھے، ہم نے اُن کو بھیج دیا کہ ابھی سے علاج شروع کرو۔ اور علاقے میں اچھی خاصی شہرت ہو گئی۔ پھر بعض ذہین معلمین نے نئے نئے تجربوں سے اپنے نسخے بھی نئے ایجاد کئے اور بعض بیماریوں میں تو قادیانی ڈاکٹر

سارے تھر کے علاقے میں مشہور

تھے۔ جب کوئی خاص بیماری ہوتی تھی تو وہ دُور دُور کے علاقے سے سَو سَو میل کے سفر کر کے بھی وہ قادیانی ڈاکٹر کی تلاش میں پہنچا کرتے تھے۔ مثلاً ایک بیماری ہے جس میں ایک کیڑا (وہاں کا پانی جگہ بھی پائی جاتی ہے لیکن وہاں خاص طور پہ پائی جاتی ہے) ایک باریک سا کیڑا پاؤں میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ بڑھتا رہتا ہے۔ اور سینکڑوں گز تک وہ بڑھ جاتا ہے۔ اور جب اس کو اگر پکڑ کے نکالیں بھی کسی طریق سے تو وہ ٹوٹ جاتا ہے اور پھر بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور بظاہر اس کا کوئی علاج نہیں۔ ایلوپیتھک میں کوئی علاج ہوں گے۔ لیکن اس علاقے تک تو بہرحال وہ علاج نہیں پہنچے تھے۔ نہایت ہی خوفناک بیماری ہے جس سے بڑی تکلیف کے ساتھ مریض مرتا ہے۔ اور ہمارے ایک نومُسلم ڈاکٹر عمرانی نثار احمد نے اپنے طور پہ ہی حالانکہ ہمیں تو اِس بیماری کا پہلے خیال نہیں تھا۔ سلیشیا ایک ہومیوپیتھک دوا ہے دینی شروع کر دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل دکھایا کہ سلیشیا کھانے سے وہ کیڑا سارے کا سارا اندر ہی پگھل جاتا تھا۔ اور سارے علاقہ میں شور پڑ گیا کہ یہ احمدی ڈاکٹر کے پاس علاج آ گیا ہے۔ چنانچہ دُور دُور سے لوگ آنے شروع ہو گئے۔ تو

غریبانہ علاج

تو ہی اِس علاج کی سہولت کو مزید پھیلایا جائے گا اب وہاں انشاء اللہ۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے برکتیں ڈالے گا۔ غریبانہ علاج کی بحث نہیں ہے۔ بحث یہ ہے کہ شافی مُطلق کس کے ساتھ ہے؟ اگر وہ بڑے بڑے شفاخانوں کو چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی جھونپڑیوں میں آجائے تو شفا بھی اِن ہی جھونپڑیوں کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ اور شفاخانوں کو چھوڑ دے گی۔ اس لئے وقفِ جدید کو تو یہ سہارا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کہ خدا اُن کے ساتھ ہے۔ تو مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اِس ذریعے سے اِن عیسائیوں کی کارروائی کا مؤثر جواب دیا جائے گا۔

اس کے علاوہ جو سندھ میں زمیندار توفیق رکھتے ہیں اُن کو یہ تحریک کرتا ہوں کہ وہ

وقفِ عارضی

میں زیادہ اس علاقے میں جانا شروع کریں اور شہروں کے لوگ بھی کراچی حیدرآباد وغیرہ خصوصاً سندھ کے علاقے کے جو کسی پہلو سے بھی کوئی فائدہ اُن قوموں کو پہنچا سکتے ہوں مثلاً ڈاکٹر ہوں، وکیل ہوں، تعلیم کے ماہرین ہوں، کسی پہلو سے بھی وہ ایسے علاقوں میں کسی قسم کا فائدہ پہنچا سکتے ہوں اُن کو بھی چاہیئے کہ وہ وقفِ عارضی کریں۔ اور زیادہ سے زیادہ وہاں جا کر ذاتی تعلق قائم کریں۔ ایک زمانے میں امیر صاحب کراچی نے اس طرف توجہ دی تھی۔ تو بعض واقفین ہر طبقہ زندگی کے وہاں پہنچنے شروع ہوئے اور وہاں سے جو چٹھیاں آتی تھیں اس سے معلوم ہوتا تھا کہ غیر معمولی فائدہ پہنچا ہے۔ کوئی مثلاً فوجی ریٹائرڈ ہیں وہ وہاں گئے اور وہاں پتہ لگا کہ بعض فوجی وہاں ظلم کر رہے ہیں تو ایک پیشے سے تعلق رکھنے والوں کو آپس میں ایک دُوسرے کی شرم ہوتی ہے، وہ اُن سے ملے اور اُن سے جا کے رابطہ قائم کیا۔ پتہ لگا کہ یونہی بے وجہ ہی غلط فہمیوں کے نتیجے میں اُن کو ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ اُن کو سہولتیں پیدا ہو گئیں۔ اس علاقے میں اس کا بڑا رُعب پڑا کہ اللہ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ با اثر ہے اور اِن کے بڑے بڑے افسر بھی خدمت کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ مُنکسر المزاج ہیں۔ ساتھ مل کے اِن کے وہ اُن ہی برتنوں میں کھاتے پیتے تھے اس کا بھی بہت اثر پڑتا تھا۔ پھر اور کئی قسم کے ایسے حکومت کے افسر اور غیر افسر بڑے بڑے چوٹی کے ڈاکٹر یہ لوگ جب وہاں گئے تو اُس علاقے میں ایک نئی زندگی کی رُوح پیدا ہو گئی۔ تو اب پھر اس طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔

سندھی احمدی زمیندار

اپنے علاقے میں آنے والے پسماندہ قوموں سے تعلق رکھنے والے ہندوؤں سے حُسنِ سلوک کریں۔ افسوس ہے کہ اِس پہلو سے سندھ کے اکثر علاقوں میں شعور بیدار نہیں ہوا۔ اور بجائے اِس کے کہ ایسے موقعے سے فائدہ اُٹھا کر اُن لوگوں کے دِل جیتے جائیں، اُن سے حُسنِ سلوک کیا جائے، تالیفِ قلب کے نمونے دکھائے جائیں، وہی عمومی رواج جو زمینداروں کا چلتا ہے وہ احمدی زمینداروں میں بھی جاری ہے۔ اتنا زیادہ سخت نہیں ہوگا، جان بُوجھ کر کسی کا پیسہ دبانے کی رُوح نہیں ہوگی۔ لیکن جہاں بس چلے بے گار ضرور لی جاتی ہے اُن سے جہاں بس چلے کچھ ناانصافی کی طرف میلان پایا جاتا ہے۔ غریب قومیں ہیں۔ آگے سے کچھ کر نہیں سکتیں۔ اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جب سارے معاشرے میں استفادہ کیا جا رہا ہے پھر ہم بھی استفادہ کر لیں اِن سے۔ یہاں تک کہ بعض صورتوں میں تو بد دیانتی کی بھی شکایتیں ملیں۔ یعنی حیرت کے ساتھ اور نہایت افسوس کے ساتھ مجھے یہ بیان کرنا پڑتا ہے کہ چند سال پہلے کی بات ہے، بعض احمدی زمینداروں کے خلاف ہندو غریبوں نے یہ خط لکھے کہ ہماری محنت کھا گئے ہیں۔ اور جب مَیں نے آدمی بھجوا کر تحقیق کی تو پتہ لگا کہ بات ٹھیک تھی۔ چنانچہ اُن کی محنت اُن کو دِلوائی گئی۔ یہ واقعات ایک دو سے زیادہ نہیں ہیں کہ واضح طور پر بد دیانتی سے محنت کھائی گئی ہو۔ لیکن احمدیت کی

سفید چادر پر تو

بہت ہی بدنما داغ

ہے۔ اس لئے نہ صرف یہ کہ اُن کے حق دینے ہیں بلکہ حق سے زیادہ دینا ہے۔ اُن سے حُسنِ سلوک کرنا ہے۔ یہ ریگستانوں کے جگر گوشے خود آپ کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ احمدی ماحول میں پہنچ جاتے ہیں۔ اُس وقت اگر آپ اُن کو تبلیغ کرنا چاہیں، اُن سے پیار کے ساتھ حُسنِ سلوک کے ساتھ معاملہ کریں اور توحید کا پیغام دیں تو ہرگز بعید نہیں کہ ایک دو سال کی کوششوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ لوگ مسلمان ہونا شروع ہو جائیں گے۔ اور اب تو اُن میں چونکہ اسلام سے وہ تنافر رہا ہی نہیں باقی۔ ہر علاقے میں کوئی نہ کوئی ایسی بستی ہے جہاں خُدا کے فضل سے اسلام کا پودا لگ چکا ہے۔ اس لئے آج کل کے ماحول میں احمدی زمینداروں کے لئے بہت ہی آسان کام ہو گیا ہے۔ تو میں سندھی احمدی زمینداروں کو یہ تحریک کرتا ہوں کہ وہ زیادہ سے زیادہ حُسنِ سلوک اور محبت کے ساتھ اپنے یہاں آنے والے مزدوروں کو مسلمان بنانے کی کوشش کریں۔ یہ لوگ سندھ کی جان ہیں۔ سندھ کی ساری دولت ان کی مرہونِ منت ہے۔ کیونکہ سندھ کا زمیندارہ ان قوموں کی محنت کے بغیر چل ہی نہیں سکتا۔ جس زمانے میں وہاں خوش حالی ہو جائے یعنی اچھی بارشیں ہوں، موسم اچھے ہوں تو سندھ بدحال ہو جاتا ہے۔ کیونکہ فصلیں اتنی زیادہ ہیں کہ وہاں کے مقامی لوگ اپنی محنت سے اُن کو سنبھال ہی نہیں سکتے۔ تو وہاں کی خوشحالی پر سندھ روتا ہے کہ وہ علاقہ خوشحال کیوں ہو گیا ہے۔ اور جب وہ بدحال ہو اور محنت کے لئے آئے تو پھر یہ اور زیادہ بدحال بنانے کی کوشش کرتے ہیں اُن کو۔ تو

یہ قوم بہت ہی اہمیت رکھتی ہے کئی پہلوؤں سے

اور چونکہ یہی قومیں ہندوستان میں بھی پرلی طرف اسی قسم کے علاقے میں آباد ہیں۔ اس لئے ہندوستان میں تبلیغ کے لئے نئے رستے کُھل جاتے ہیں۔ لوگ اُدھر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اُدھر سے آتے جاتے ہیں اس لئے بہت ہی زیادہ اہمیت رکھتے ہیں ہمارے نقطۂ نگاہ سے جو ایک مبلغ جماعت ہیں۔ تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اس کی طرف بھی توجہ کی جائے گی۔

ہندوستان میں بھی وقفِ جدید قائم ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا کام کر رہی ہے۔ حیدر آباد دکن کے علاقے میں جہاں کثرت کے ساتھ نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں، یا پنجاب کے علاقوں میں قادیان کے اِردگرد جہاں خُدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بیسیوں جماعتیں نئی قائم ہوئی ہیں۔ وہاں زیادہ تر خدمت کی توفیق وقفِ جدید ہی کو ملی ہے۔ لیکن ایک حصہ ابھی تک تشنہ ہے۔ یعنی اس کو ایک اندرونی طلب پائی جاتی ہے کہ اس علاقے کو کہ ہم تک بھی کوئی پہنچے۔ لیکن ابھی تک ہم وہاں پہنچ نہیں سکے۔ وہ ہے

شُدھی کا پُرانا کارزار

وہ علاقہ جہاں کسی زمانے میں شُدھی کی تحریک چلی تھی اور اس کے جواب میں جماعتِ احمدیہ نے نہایت ہی مؤثر کارروائی کی تھی۔ یہاں تک کہ سارے ہندوستان میں احمدیت کی عظمت کا ڈنکا بجنے لگا تھا۔ اُس علاقے میں ایک ہمارے معلّم گئے تھے۔ اُن کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ پھر وہاں کے حالات قابلِ فکر ہیں۔ اگرچہ فی الحال ابھی حالت اتنی زیادہ خراب نہیں ہوئی مگر قابلِ فکر ضرور ہے۔ اور اُن ہی قوموں میں دوبارہ مخفی طور پر شُدھی کی تحریک چلا دی گئی ہے۔ اور بعض جگہ اُس کے اثرات نظر آنے شروع ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ہمارے احمدی معلّم جو وہاں دورے پر گئے تھے، اُنہوں نے لکھا کہ جب میرا رابطہ ہوا اور اُن کو بتانا شروع کیا تو یہ محسوس ہوا کہ وہ خود چاہتے نہیں ہیں کہ ہندوؤں میں واپس چلے جائیں۔ لیکن کوئی اُن کا پُرسانِ حال نہیں، کوئی اُن کو سنبھالنے والا نہیں۔ اس لئے

ہندوستان کی وقفِ جدید

کو میں اس طرف بھی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ باقی علاقوں کے علاوہ پُرانے شُدھی کے علاقوں کی طرف بھی توجہ کریں۔ ہندوستان کے لئے مشکل یہ ہے کہ ایک تو وہاں واقفین کی تعداد بہت تھوڑی ہے اور نسبت کے لحاظ سے جماعت کی تعداد ہندوستان کے مقابل پر بہت ہی تھوڑی ہے۔ پیچھے ایک دوست وہاں سے آئے تھے صحافی، اُنہوں نے اندازہ بتایا کہ ہمارے اندازے کے مطابق تین لاکھ احمدی ہیں۔ تو تین لاکھ ہندوستان کے ستر اسّی کروڑ کے مقابل پر کوئی بھی

حیثیت نہیں رکھتے۔ دوسرے جماعت میں جو متموّل طبقہ ہے الّا ماشاء اللہ اُس میں کچھ کمزوری پائی جاتی ہے چندوں کے اعتبار سے۔ بعض علاقے وہاں کے نام لینے مناسب نہیں، چندوں میں بہت آگے تھے لیکن اب کچھ سُست پڑ چکے ہیں۔ تو مالی لحاظ سے بھی وہاں کمزوری ہے۔ اور کارکنان کے لحاظ سے بھی کمزوری ہے۔ مالی اعتبار سے تو میں نے اُن کو پیغام بھیجا ہے کہ آپ تبلیغ کا پروگرام بنائیں۔ اور اس میں کسی قسم کی کنجوسی نہ دکھائیں۔ یعنی اپنے ارادے کو بلند رکھیں۔ اپنے پروگرام کو وسیع کریں۔ جہاں تک روپے کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے باہر سے روپیہ ملنا شروع ہو جائے گا آپ کو۔ جو بھی سلسلہ کی ضرورت ہے وہ اللہ تعالیٰ خود پوری کر دیتا ہے۔ جہاں تک کارکنان کا تعلق ہے یہ مسئلہ ایسا ہے کہ خود ہندوستان کو ہی نئے کارکنان پیدا کرنے پڑیں گے۔ اور اس کے لئے اُن کو توجہ یہ کرنی ہے کہ دورہ کریں۔ قادیان کے ناظر صاحبان دورے کریں۔ ضروری نہیں کہ وقفِ جدید کے ناظر ہوں اور

نوجوانوں کو توجہ دلائیں

وقف کی تحریک کریں۔ ڈاکٹرز، ٹیچرز یعنی اساتذہ اور خاص طور پر جو ریٹائر ہو گئے ہوئے لوگ ہیں اُن کو اس تحریک میں شامل کریں تو اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ عام لوگوں میں تبلیغ کے لئے جتنا علم ضروری ہے اُس علم کے اچھے کارکنان مہیا ہو جائیں گے۔

اس غرض سے کہ ہندوستان میں وقفِ جدید کی تحریک کو مضبوط کیا جائے اور اس غرض سے کہ پاکستان میں بھی جہاں کام پھیل رہا ہے اور نئی ضرورتیں پیدا ہوئی ہیں، اس کام کو تقویت دی جائے میں اس سال وقفِ جدید کی مالی تحریک کو پاکستان اور ہندوستان میں محدود رکھنے کی بجائے

ساری دُنیا پر وسیع کرنے کا اعلان

کرتا ہوں۔ اس سے پہلے وقفِ جدید صرف پاکستان تک محدود تھی۔ اور باہر سے اگر کوئی شوقیہ چندہ دینا چاہے تو اُس سے لے لیا جاتا تھا۔ لیکن کبھی تحریک نہیں کی گئی۔ لیکن اس کا چندہ اتنا تھوڑا ہے یعنی اس کا جو آغاز چندے کا وہ اتنا معمولی ہے کہ باہر کی دُنیا کی احمدیوں کی بھاری تعداد بسہولت اس میں شامل ہو سکتی ہے۔ اُن کو پتہ نہیں لگے گا کہ ہم کوئی مالی قربانی میں اضافہ کر رہے ہیں۔ اور اجتماعی طور پر اس کا فائدہ ہندوستان اور پاکستان کی وقفِ جدید کو نمایاں طور پر پہنچے گا۔ خصوصاً ہندوستان میں تو اتنی زیادہ طلب پیدا ہو رہی ہے احمدیت کے لٹریچر کی اور احمدی مُعلّمین کی کہ ایک ایک علاقے کے لئے بھی اگر موجودہ وقفِ جدید کے سارے وسائل کام میں لائے جائیں تو وہ پورے نہیں اترتے۔ حیدر آباد دکن جیسا کہ میں نے بیان کیا آندھرا پردیش میں حیدر آباد دکن کے اِردگرد کے علاقے ہیں اُن کی طلب تو یہ ہے کہ ساری وقفِ جدید ہمیں دے دی جائے۔ کشمیر کا مطالبہ یہ ہے کہ ساری وقفِ جدید ہمیں دے دی جائے۔ ماحولِ قادیان کا مطالبہ یہ ہے کہ ساری وقفِ جدید آپس میں ضرب دے کر پھر ہمیں دی جائے۔ یعنی اتنی زیادہ ضرورت ہے کہ کئی گنا بھی وقفِ جدید کو بڑھا دیا جائے تو وہ ضرورت پوری نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ...... اور اگر معلّم فوراً پیدا نہیں کر سکتے تو لٹریچر بھجوا کے، کیسٹ بھجوا کے اور اس کے لئے ایک الگ نظام جاری کرنا پڑے گا۔ تو اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ اگر باہر کی دُنیا کو موقعہ ملے تو

ایک عظیم الشان وقف کی ضرورت ہے

جسے پورا کرنے کی توفیق ملے گی۔ اور دوسرے یہ کہ کوئی وجہ نہیں کہ باہر کے احمدی پاکستان اور ہندوستان کی دینی خدمتوں سے محروم رہیں۔ جبکہ ہندوستان اور پاکستان کے احمدی کبھی بھی بیرونی خدمتوں سے محروم نہیں رہے۔ بلکہ ساری دُنیا میں جو احمدیت خُدا کے فضل سے قائم ہوئی ہے اس میں سب سے بڑا کردار سب سے نمایاں کردار ہندوستان نے یعنی ہندوستان کے احمدیوں نے اور پھر ہندوستان اور پاکستان کے احمدیوں نے ادا کیا۔ تو باقی دُنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کو .... کہ وہ اُن علاقوں میں خدمت سے محروم رہ جائیں جنہوں نے ایک زمانے میں اتنی عظیم قربانیاں کر کے ساری دُنیا میں اسلام کا بول بالا کیا ہے۔ اس قدرتی جذبے کا بھی تقاضا یہی ہے کہ

ان تحریکوں کو ساری دُنیا میں پھیلا دیا جائے

مثلاً انگلستان کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایک پاؤنڈ فی آدمی سال بھر کے لئے کوئی مشکل کام نہیں۔ اور یہ جو کم سے کم معیار ہے اس میں بچے ایک ایک پاؤنڈ دے کے شامل ہو سکتے

Ahmadiyya ... Library
Acc No
Qadian 1/35 6

ہلکہ ۔ اور بڑے اپنے شوق سے اس سے زیادہ دے سکتے ہیں۔ عموماً پاکستان میں بارہ ۱۲ روپوں سے وقفِ جدید میں انسان شامل ہو جاتا ہے۔ اور بارہ ۱۲ روپے آخری حد نہیں ہے، پہلی حد ہے۔ اس لئے اگرچہ بڑی تعداد بارہ ۱۲ روپے تک ہی ٹھہرتی ہے غرباء کی۔ لیکن اُمراء ایسے بھی ہیں جو بہت زیادہ اس سے دیتے ہیں، ہزارہا روپیہ دیتے ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ ایک پونڈ والے بکثرت انشاء اللہ تعالیٰ باہر کی جماعتوں میں پیدا ہو جائیں گے۔ اور ایسے خاندان بھی ہو سکتے ہیں جو اپنے ہر بچے کو اس تحریک میں شامل کریں اور جن ملکوں میں پونڈ کرنسی رائج نہیں ہے وہ اپنے حالات دیکھ کر کوئی تخمینہ لگا کر پونڈ کے لگ بھگ کوئی رقم مقرر کر سکتے ہیں۔ مثلاً امریکہ ہے وہ اگر دو ۲ ڈالر مقرر کرے تو ایک پونڈ سے کچھ زیادہ ہی ہے لیکن وہاں کی معیشت اور اقتصادیات کے تقاضے ایسے ہیں کہ دو ڈالر بھی اُن کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ اسی طرح جرمنی والے مارک میں مقرر کرلیں۔ اپنے اپنے ملک کے حالات کے مطابق تخمینہ لگائیں۔ اور اس کے مطابق وہ فیصلہ کرلیں۔

کوشش یہ ہونی چاہیئے

اس میں کہ تعداد زیادہ ہو۔ کثرت کے ساتھ احمدی بچے، عورتیں، بوڑھے اس میں شامل ہوں اور رقم اتنی رہے عام چندے کے لحاظ سے کہ خاندانوں پر بوجھ نہ پڑے زیادہ۔ اس لحاظ سے میں اُمید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ فوری طور پر یہ زائد ضرورتیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے ہندوستان میں پاکستان میں دونوں جگہوں میں انشاء اللہ تعالیٰ ہم پوری کر سکیں گے۔

جہاں تک پاکستان کی جماعتوں کا تعلق ہے، یہ عجیب بات ہے کہ جن علاقوں میں زیادہ سخت ابتلاء آئے ہیں اور غیر معمولی قربانی کی توفیق ملی ہے، اُن علاقوں میں

چندے کا معیار پہلے سے بلند

ہو گیا ہے۔ مثلاً تھرپارکر ہے، سب سے زیادہ وسیع پیمانے پر اسی دور میں کلمہ طیبہ کے لئے تھرپارکر نے قربانی دی ہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں نوجوان کام کرنے والے جیلوں میں گئے۔ اور بعض ایسے زمیندار تھے بڑے بڑے جہاں منیجر اور منشی وغیرہ جیلوں میں چلے گئے اس لئے فصل کو بہت نقصان پہنچا۔ بعض جائزے میں نے لئے ہیں تو پتہ چلا کہ .... اُن کارندوں کے جیل میں جانے کے نتیجے میں فصلوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ اس پہلو سے انسان دُنیا کے حساب سے تو یہی سوچتا ہے کہ کوئی .... مگر سارے پاکستان میں گزشتہ سال کے مقابل پر

سب سے زیادہ اضافہ ضلع تھرپارکر میں ہوا

ہے۔ اور بائیس ۲۲ ہزار کے مقابل پر چالیس ۴۰ ہزار سے زائد رقم انہوں نے ۱۷ دسمبر تک ادا کر دی تھی۔ اور ابھی یہ وصولی جاری ہے۔ تو یہ بات بتاتی ہے کہ جہاں خدا تعالیٰ قربانی کی توفیق عطا فرماتا ہے وہاں نیکی کی سعادتیں بڑھا دیتا ہے۔ نیکی کی توفیق بڑھا دیتا ہے۔ اور ہر جہت میں یہ توفیق اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اب تھرپارکر میں بھی اس دفعہ سب سے زیادہ وقفِ جدید کی ضرورت بھی ہے۔ کیونکہ یہی علاقہ ہے جہاں زیادہ تر وقفِ جدید کا کام چل رہا ہے اور جہاں احمدی زیادہ تعداد میں آباد ہیں۔ اُن کی بیرونی دُنیا سے بھی مدد ہو تو ایک بہت اچھا اقدام ہوگا۔ انشاء اللہ اس میں برکت پڑے گی۔ اور سلسلے کی ساری ضرورتیں بسہولت پوری ہو جائیں گی۔

اس تحریک کے ساتھ میں

نئے سال کا اعلان

کرتا ہوں۔ اور اس اعلان کے ساتھ میں یہ بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جماعت کی دیگر مالی ذمہ داریوں پر اس کا اثر نہیں پڑنا چاہیئے۔ اس شرط کے ساتھ یہ تحریک کی جا رہی ہے کہ کسی جگہ سے ہمیں یہ شکوہ نہیں پھر آنا چاہیئے کہ آپ نے ایک اور تحریک کر دی تھی اس لئے ہماری فلاں .... ہر جہت سے، ہر پہلو سے ہر حال ہمارا قدم خدا کے فضل سے آگے بڑھنا چاہیئے۔ ہاں یہ تحریک بھی اگر آپ اس رُوح کے ساتھ جاری کریں گے اور اس رُوح کے ساتھ اپنائیں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان میں، آپ کے اخلاص میں برکتیں ڈالے گا۔

بلکہ آپ کی مالی وسعتیں بھی بڑھائے گا۔ اور پہلے سے زیادہ بہتر حالی میں آپ اپنے آپ کو پائیں گے۔

خُدا کی راہ میں خرچ کرتے وقت خوف نہیں محسوس کرنا چاہیئے

بیوی بچوں کا حق ضرور رکھنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ایسی قربانی سے منع فرمایا ہے جس کے نتیجہ میں اہل وعیال کا حق مارا جاتے۔ یعنی ردِ عمل اُن کے دل میں دین کے خلاف پیدا ہو جاتے۔ اس حد تک قربانی سے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اجتناب کا حکم فرمایا ہے۔ بعض دفعہ یہ کہہ کر چندے واپس کئے کہ تم اپنے بیوی بچوں کو غریب چھوڑنا چاہتے ہو۔ اور اپنے بیوی بچوں کو اس حال میں چھوڑنا چاہتے ہو کہ وہ دین سے پھر جائیں یہ نہیں ہوگا۔ اس لئے عفو کے دائرے میں رہیں۔ یہ اُصولی تعلیم ہے قرآن کریم کی۔ قرآن یہ فرماتا ہے کہ تجھ سے پُوچھتے ہیں کیا خرچ کریں۔ تُو اُن کو جواب دے کہ عفو خرچ کرو۔

عفو سے مُراد

یہ ہے کہ اپنی بنیادی ضرورتوں سے جو زائد ہے اس میں سے جتنا چاہے دو۔ لیکن بنیادی ضرورتیں نہ کاٹو۔ سوائے اس کے کہ بعض خاص مواقع پر دین کی بنیادی ضرورتیں تقاضا کرتی ہیں، ایسی صورت میں پھر سب کچھ پیش کرنے کا بھی حکم ہو جایا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ انفرادی حالات ہیں۔

وقفِ جدید کے چندے میں زیادہ سے زیادہ شمولیت اختیار کریں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ نہ دُوسرے چندے متاثر ہوں نہ بنیادی ضرورتوں پر اثر پڑے۔ اور عفو میں جہاں تک بھی ممکن ہے اب زیادہ سے زیادہ محنت کریں کہ عفو کا ایک بڑا حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش ہو۔ یعنی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد جو کچھ بچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو ہر آن آگے کی طرف بڑھاتا چلا جائے۔ اور ہر آن خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت آگے کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ایک بھی دن ایسا نہیں آیا اس ابتلاء میں جبکہ کسی جگہ سے یہ بُری خبر آئے کہ جماعت کا قدم پیچھے ہٹ گیا ہے۔ وقفِ جدید کی یہ رپورٹ بڑی تفصیلی ہے۔ اسے پڑھنے کا ابھی وقت نہیں۔ میں نے ضروری باتیں آپ کے سامنے پیش کر دی ہیں۔ اس رپورٹ سے یہی پتہ چلتا ہے کہ سارے پاکستان میں،

بفضلہٖ تعالیٰ ہر جہت سے وقفِ جدید کا قدم آگے بڑھا ہے

۱۷ دسمبر تک کُل وصُولی میں تقریباً سوا لاکھ کا اضافہ ہو چکا ہے۔ جبکہ جو گزشتہ دستور چلا آرہا ہے اُس کی رُو سے جنوری تک یہ وصولیاں ہوں گی۔ اور لکھوکھہا روپیہ جنوری تک مزید وصول ہونے کی توقع ہے۔ زائد جتنا بھی وصُول ہوگا وہ گزشتہ سال سے بڑھ کر ہے۔ تو اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر میدان میں جماعت حسب دستور حسبِ روایات آگے ہی قدم بڑھائے گی۔ دُعاؤں سے، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے، اُس پر توکل کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ دُشمن کو ہمارا یہی جواب ہے کہ تم جتنا چاہو زور لگا لو۔ ایڑی چوٹی کا زور لگاؤ۔ جو کچھ تمہاری راہ میں ہے خرچ کر ڈالو۔ اپنے گھوڑے، اپنے مال مویشی، اپنی قوتیں، اپنے لشکر سب جھونک دو۔ مگر اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ جماعت احمدیہ کے حق میں ہمیشہ پُورا ہوتے دیکھو گے کہ ہم تمہارے جلتے ہوئے دلوں کو دُکھاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ ایک دن بھی ہم تم سے رُکنے والے نہیں ہیں۔ نہ رُکیں گے نہ رُک سکتے ہیں نہ کبھی ممکن ہے کہ خدا کی قومیں کسی میدان میں بھی آ کر مات کھا جائیں یا پیچھے ہٹ جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ آگے ہی بڑھاتا چلا جائے۔

خطبۂ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا :-

کچھ جنازہ ہائے غائب

کے متعلق درخواستیں آئی ہیں، خاص طور پر ایک دو جو فوت شدگان ہیں اُن کے لئے دل میں یہ تحریک ہوئی کہ جمعے پر ہی اُن کی نماز جنازہ غائب پڑھائی جائے۔ اُن کے ساتھ باقی بھی شامل ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے مکرم چوہدری غلام حیدر صاحب صدر جماعت چک ۸۹ ضلع بہاولپور کی وفات کا اعلان کرتا ہوں إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ آپ کو یہ نمایاں امتیاز حاصل ہے کہ خدا کے فضل سے دو ۲ بیٹے مُربی ہیں۔ ایک

Ahmadiyya Markaz Library Qadian — Acc No

پاکستان میں کام کر رہے ہیں اور ایک غانا میں کام کر رہے ہیں۔ اور بہت ہی غیر معمولی اخلاص کا تعلق رکھنے والے بزرگ تھے۔ سادہ طبیعت لیکن نہایت اچھے مُبلّغ اور سارے اپنے رشتہ داروں میں احمدیت پھیلانے کے یہی موجب بنے خُدا کے فضل کے ساتھ۔ ایک اُن کے بیٹے ہیں ناصر احمد..... وہ غانا میں ہیں وہ بھی شامل نہیں ہو سکے اس لئے اُن کی درخواست پر بھی یہ تحریک ہوئی کہ نمازِ جُمعہ کے ساتھ ہی اُن کی نمازِ جنازہ غائب پڑھی جائے۔ دُوسرا جنازہ ہے بشارت محمود صاحب مبلغ سلسلہ مغربی جرمنی کے چھوٹے بھائی کا جو عین جوانی کے عالم میں ایک حادثے کا شکار ہو گئے۔ تیسرا چودھری محمد صادق صاحب جھنگ۔ چوتھا مکرمہ وجیہہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری رشید احمد خان صاحب۔ یہ ہمارے ڈاکٹر فلاح الدین صاحب شمس جو منیر الدین شمس صاحب کے بھائی ہیں اُن کی یہ خوش دامنہ تھیں۔ پھر ہیں بشریٰ صاحبہ بنت نذیر احمد صاحب ننگلی، یہ بھی عین جوانی کے عالم میں ایک چھوٹی بچی چھوڑ کر وفات پا گئیں۔ اہلیہ حکیم محمد دین صاحب قادیان۔ مکرم ناصر..... صاحب شیخوپورہ، ان کے الفضل میں علمی مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ جماعت کے بہت سے دوست اُن سے واقف ہوں گے۔ پھر ہیں مکرم محمد صدیق صاحب رہاڑی کی والدہ اُن کا نام نہیں لکھا ہُوا۔ اور آخر پر مکرم و محترم صاحبزادہ محمد لطیف ابن مکرم و محترم صاحبزادہ محمد طیب صاحب۔ یہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کے پوتے تھے۔ اور بہت ہی مخلص فدائی جماعت کے کاموں میں رہے ہیں اپنے سارے خاندان میں ..... بہت ہی اخلاص تھا سلسلہ سے۔ ایک لمبے عرصے تک بیچارے بیمار رہے ہیں..... اور بڑی تکلیف سے وقت گزارا لیکن بڑے صبر کے ساتھ۔ اس لئے سب کے لئے خصوصیت کے ساتھ مغفرت کی دُعا کی جائے۔ نمازِ جنازہ عصر کی نماز کے بعد جو جُمعے کے ساتھ جمع ہو گی معاً بعد پڑھی جائے گی ؛؛

صُلح کا شہزادہ

مرحبا صد مرحبا! اَے عاشقِ خیر الانامؐ
حضرتِ خیر الرُسلؐ نے تجھ کو بھیجا ہے سلام

تُو نے آ کر وقت پر پھر دین کی تجدید کی
ساری دُنیا میں کیا تبلیغِ حق کا اہتمام

نوعِ انساں کو سکھائے امن کے زرّیں اصول
مذہبی جنگوں کا فرمایا بحکمت اختتام

ہر طرف سے ظُلم کی یلغار تھی اسلام پر
مِٹ چکا تھا سب جہاں سے امنِ عالم کا نظام

اَے خوشا! نوکِ قلم سے توڑ ڈالی تیغِ ظُلم
دُور فرمائے جہاں سے بُغض و نفرت کے سہام

اہلِ دُنیا کو دیا خالص اخوت کا سبق!
زندگی بخشندہ ہے تیرا محبت کا پیام

پیار سے نوعِ بشر کو صُلح کی تعلیم دی
"صُلح کا شہزادہ" تُو ہے، امنِ عالم کے امام

پیچ اعوج کی صعوبت سے گزر کر دین پھر
منزلِ مقصود کی جانب ہُوا محوِ خرام

گو ابھی ظُلمت ہے باقی، مانتے ہیں غیر بھی
تیری برکت سے مِلا ہے امنِ عالم کو دوام

تُو ہے ظلّ مصطفےٰؐ، محبوبِ ربّ العالمیں
حدِّ ادراک سے بالا ہے ترا والا مقام

یاد ہے بیعتِ اُولیٰ اور تیئیسؔ امان
یاد ہے لدھیانہ میں باشان وہ تیرا قیام
تجھ پہ لاکھوں رحمتیں ہوں تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام

محتاجِ دُعا..... خاکسار عبدالرحیم راٹھور

اعلاناتِ نکاح اور تقاریبِ شادی و رخصتانہ

(۱) — مورخہ ۸۶/۲/۶ کو بمقام چنتہ کنٹہ مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ حیدرآباد نے عزیزم محمد ابراہیم خلیل سلمہٗ ابن مکرم مولوی محمد یوسف صاحب معلم وقفِ جدید کا نکاح عزیزہ حبیب سلطانہ سلمہا بنت مکرم محمد فخر الدین صاحب ساکن چنتہ کنٹہ کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار ایک سو گیارہ روپے حق مہر پر پڑھا جس کے بعد بچی کا رخصتانہ عمل میں آیا۔ اس تقریب میں احبابِ جماعت کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر از جماعت افراد بھی شریک ہوئے۔ مکرم محمد فخر الدین صاحب نے اِس خوشی میں بطورِ شکرانہ مختلف مدات میں پچیس روپے ادا کئے فجزاہُ اللہ تعالیٰ خیرًا۔

(۲) — مورخہ ۸۶/۲/۶ کو ہی مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس نے عزیزم شیخ ندیم احمد سلمہٗ ابن مکرم شیخ حسن احمد صاحب ساکن چنتہ کنٹہ کا نکاح مبلغ پانچ ہزار پچیس روپے حق مہر پر عزیزہ رفیعہ بیگم سلمہا بنت مکرم سیٹھ محمد محی الدین صاحب ساکن چنتہ کنٹہ کے ساتھ پڑھا۔ بعدہٗ بچی کا رخصتانہ عمل میں آیا۔ اِس تقریب میں بھی احبابِ جماعت کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر از جماعت افراد شریک ہوئے۔ دوسرے روز مکرم شیخ حسن احمد صاحب نے تمام مقامی احباب کو اپنے بیٹے کی دعوتِ ولیمہ میں مدعو کیا۔ فریقین کی طرف سے اِس موقعہ پر بطورِ شکرانہ مختلف مدات میں یکصد روپے ادا کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

(۳) — مورخہ ۸۶/۲/۲۸ کو بعد نمازِ جُمعہ عزیزہ متین النساء سلمہا بنت مکرم سیٹھ محمد عبدالغفور صاحب احمدی چنتہ کنٹہ جن کا نکاح ماہ اکتوبر ۱۹۸۵ء میں عزیزم رشید احمد شرق سلمہٗ ساکن سکندرآباد کے ساتھ قادیان میں پڑھا جا چکا تھا، کی تقریبِ رخصتانہ عمل میں آئی جس میں کثیر تعداد میں غیر از جماعت افراد بھی شریک ہوئے۔ تلاوت و نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ حیدرآباد نے مناسبِ موقعہ تبلیغی تقریر کی۔ اور اجتماعی دُعا کروائی۔ مکرم سیٹھ محمد عبدالغفور صاحب نے اِس خوشی میں بطورِ شکرانہ مختلف مدات میں پچاس روپے ادا کئے فجزاہُ اللہ تعالیٰ خیرًا۔

(۴) — مورخہ ۸۶/۳/۲ کو عزیزم محمود احمد خان سلمہٗ ابن مکرم محمد ابراہیم خان صاحب ساکن جڑچرلہ اور عزیزہ انیسہ بیگم سلمہا بنت مکرم نسیمی شریف صاحب مرحوم (جو کہ مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ حیدرآباد اور مکرم سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب سکندرآباد کی ہمشیرہ نسبتی ہیں) کی تقریبِ شادی الہ دین بلڈنگ سکندرآباد میں عمل میں آئی۔ اِس موقعہ پر مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس نے اپنی تقریر میں عزیزوں کو نصائح سے نوازا۔ اور محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد نے اجتماعی دُعا کروائی۔ فریقین نے اس خوشی میں بطورِ شکرانہ مختلف مدات میں پچاس روپے ادا کئے۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ خیرًا۔ مورخہ ۸۶/۳/۲ کو مکرم محمد ابراہیم خان صاحب نے اپنے بیٹے کی طرف سے دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا۔

قارئین سے ان تمام رشتوں کے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بہ ثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (اِدارہ)

وِلادت

(۱) — خاکسار کی بھتیجی عزیزہ فوزیہ مُبینہ سلمہا زوجہ عزیزم محمد احمد میرجی سلمہٗ آف کُبلی کو بتاریخ ۸۶/۵/۱۳ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلی بچی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ کا نام اس کے دادا مکرم محمد قاسم صاحب میرجی نے "امۃ الحفیظ شگفتہ" تجویز کیا ہے۔ اس خوشی میں بطورِ شکرانہ مختلف مدات میں پینتیس روپے ارسال ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔ خاکسار:- ساجدہ بیگم شیموگہ (کرناٹک)

(۲) — مورخہ ۸۶/۲/۹ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم مبارک احمد صاحب سلیمہ کارکن فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان کو پہلی بچی عطا فرمائی جس کا نام سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہِ شفقت "عطیۃ المجیب" تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم محمد مُکن صاحب انصاری ساکن سملیہ۔ رانچی (بہار) کی پوتی اور مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد نائب ناظر اعلیٰ قادیان کی نواسی ہے۔ مکرم مبارک احمد صاحب نے اِس خوشی میں دس روپے اعانتِ بدر میں ادا کئے ہیں۔ فجزاہُ اللہ خیرًا۔ (ادارہ)

(۳) — خاکسار کے بڑے بھائی مکرم مولوی سید نصیر الدین صاحب انسپکٹر بیت المال آمد کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے بتاریخ ۸۶/۲/۱۱ دو بیٹیوں کے بعد پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہِ شفقت بچے کا نام "احیاء الدین" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم مولوی سید بدر الدین صاحب مرحوم کا پوتا اور مکرم قریشی فضل حق صاحب درویش کا نواسہ ہے۔ اس خوشی میں بطورِ شکرانہ دس روپے اعانتِ بدر میں ادا کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔
خاکسار:- سید بشارت احمد قادیان۔

قارئین سے ہر سہ نومولودین کے نیک۔ صالح و خادمِ دین ہونے اور درازیٔ عمر و بلندیٔ اقبال کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (اِدارہ)

جماعتِ احمدیہ کے بُنیادی عقائد

مُقدس بانیٔ سِلسِلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی تحریرات کے آئینہ میں

از محترم ثاقب صاحب زیروی مدیر ہفت روزہ "لاہور"

اِس مسلّمہ حقیقت کو تمام ادیان و مذاہب کے راہنماؤں نے تسلیم کیا ہے اور یہ بات انسانی فکر و شعور کو بھی اپیل کرتی ہے کہ کسی بھی مذہبی فرقے یا جماعت کے بنیادی عقائد وہی ہوتے ہیں جن کا اظہار تقریر و تحریر کے ذریعہ اُس کے بانی و مؤسس نے یا اُس کے اُن جانشینوں نے کیا ہو جنہیں متعلقہ جماعت یا فرقہ سے وابستہ افراد بانیٔ جماعت کے بعد واجب التعظیم اور اُن کے ارشادات و احکام کو اُسی طرح واجب التعمیل سمجھتے ہوں۔ نہ کہ کسی ایرے۔ غیرے۔ نتھو خیرے کی وہ ہفوات یا متعصبانہ باتیں جو اُس نے اکابر جماعت کی تقریروں یا تحریروں میں دجل و تلبیس۔ متعصبانہ تحریف اور نا انصافانہ کانٹ چھانٹ کے بعد ترتیب دی ہوں۔ ہر شخص کو یہ حق تو حاصل ہے کہ وہ کسی بھی فرقہ یا مذہبی جماعت کے عقائد کو تسلیم کرے یا انہیں ماننے سے انکار کر دے۔

لیکن کوئی ضابطۂ اخلاق کسی شخص۔ عالمِ دین یا با اختیار کو یہ حق نہیں دیتا کہ وہ ان عقائد کو بدل دے یا متذکرہ جماعت کے سر خود ساختہ عقائد منڈھ کر اُس کے اصل عقائد پر کسی قسم کی کوئی پابندی عائد کر دے۔

اس مختصر سی تمہید کے ساتھ ہم آج اہلِ وطن کی آگاہی کے لئے جماعتِ احمدیہ کے بنیادی عقائد اس جماعت کے بانی کے اپنے الفاظ میں درج کر رہے ہیں۔ جس کے خلاف ان دنوں پاکستان کے کم علم و کوتاہ نظر متشدد المزاج مولویوں کا ایک گروہ گمراہ کُن باتیں پھیلا کر معاشرہ میں منافرت و اشتعال پھیلانے میں معروف ہے اور یوں اپنے لائقِ صد نفرین معاندانہ عمل سے دُنیا کو بالواسطہ انداز میں یہ تاثر دے رہا ہے کہ ـــــ انسانیت کو شرف و عزت اور ہر شعبۂ زندگی میں عزت و تکریم عطا کرنے اور اُسے صحیح راہِ نجات دکھانے والا اللہ تعالےٰ کا پسندیدہ ـــ دین ـــ اسلام گویا طاقت ہی سے پھیلا تھا۔ اور اُسے صرف جبر و اکراہ ہی سے قائم رکھا جا سکتا ہے ـــ اور (نعوذ باللہ) اس کا عقل و شعور، اقدارِ انسانیت، سماجی و معاشرتی انصاف اور عدل و احسان سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔

حضرت بانیٔ سِلسِلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیقِ باری تعالیٰ اس عالمِ گذران سے کوچ کریں گے' یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا ہے۔ اور وہ نعمت بمرتبۂ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہِ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالےٰ تک پہنچ سکتا ہے' اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتمِ کتبِ سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اُس کی شرائع اور حدود اور احکام' اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکامِ فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔ اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراطِ مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ راہِ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اُس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں۔ کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقامِ عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر نہیں سکتے۔"

نیز فرمایا:۔

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے۔ وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کا کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے' ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حَسْبُنَا کِتٰبُ اللّٰہِ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو' قرآن کریم کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصّوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشرِ اجساد حق اور روزِ حساب حق' اور جنت حق اور دوزخ حق ہے۔ ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیانِ مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں۔ کہ جو شخص اس شریعتِ اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ ـــ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے۔ ان سب پر ایمان لاویں۔ اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالےٰ اور اُس کے رسولؐ کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک دینِ اسلام پر کاربند ہوں۔ اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔" ✦

درخواستِ دُعا

مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن تحریر فرماتے ہیں کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کے ایک مخلص دوست مکرم عقیل میاں صاحب جو شعبہ سمعی و بصری میں دن رات محنت اور لگن سے کام کرنے والے خادم سلسلہ ہیں کمر میں شدید تکلیف کے باعث ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں اسی طرح موصوف کے والد مکرم میاں عبد الوہاب صاحب صدر جماعت احمدیہ بریٹن کو بھی دو بار دل کا حملہ ہونے کی وجہ سے فریش ہیں ہر دو کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

ہر آن اپنے اِس مُقدّس عہد کو ذہن میں مستحضر رکھیئے۔
"مَیں دِین کو دُنیا پر مُقدّم رکھوں گا۔"
(منجانب)
کوہِ نُور پرنٹنگ پریس۔ چھتہ بازار۔ حیدر آباد ۲ (آندھرا)

Ahmadiyya Markazi Library Qadian No. 2310

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلیل القدر اسلامی خدمات

از مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ اُس وقت اہل اسلام کے ضعف و زوال کے علاوہ گمراہی دُنیا پر پوری طرح محیط ہو چکی تھی۔ سن شعور کو پہنچتے ہی آپ کے قلب صافی نے اسلام کی حالت زار کا نہایت گہرا اثر لیا جو عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا۔ جس کا آپ نے یوں اظہار فرمایا ہے ؎

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دینِ مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ ہر کسے را بہر کارے ساختند۔ گویا آپ کے حصہ میں اسلام کا درد آیا۔ جس نے بچپن سے آپ کو خدمتِ اسلام کے لئے اپنی زندگی قربان کرنے کی ترغیب دلائی۔

قرآن مجید۔ احادیث۔ کتب سابقہ اور مختلف زمانوں کے صاحب الہام بزرگوں کی بیان کردہ جملہ علامتیں پوری ہونے کے بعد جب زمانے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ کے ظہور کا بشدت تقاضا کیا تو خدا تعالےٰ نے آپؑ کے ذریعہ دُنیا میں منادی کرائی۔

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

حضور علیہ السلام نے اسلام اور اُمت مسلمہ کی جو عظیم الشان خدمات سر انجام دیں ان کا تفصیلی ذکر تو اس مختصر سے مضمون میں ممکن نہیں تاہم چند جلیل القدر خدمات کا اجمالی خاکہ ہدیۂ قارئین ہے:۔

پہلی عظیم الشان خدمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ میں ظاہر ہونے والے امام کو چودھویں صدی کا مجدد۔ مسیح و مہدی قرار دیا ہے اور قرآن و حدیث کی رو سے آپ کی بعثت کا مقصد ہی احیائے دینِ اسلام۔ قیام شریعت اسلامیہ حقہ اور تکمیل اشاعت اسلام ہے اور ان تینوں کاموں کا مجموعہ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنا ہے۔ چنانچہ مندرجہ بالا کاموں کا نقطۂ مرکزی یہ ہے کہ آپ تمام دُنیا کی سعید روحوں کو اپنے ہاتھ پر جمع کر کے ان میں وہ ایمان کی روح پھونکیں کہ جس کے نتیجہ میں وہ صحابہؓ کے مثیل بن جائیں۔ نبی کا ظہور ہوتا ہی اُس وقت ہے جبکہ دُنیا ظہر الفساد فی البر والبحر کا مصداق بن چکی ہوتی ہے۔ آپ کے ظہور کی تو سب سے بڑی علامت ہی یہ بیان کی گئی تھی کہ مخلوق کا تعلق خالق سے کٹ چکا ہوگا۔ اور لوگوں کے قلوب سے قرآن و ایمان نکل چکے ہوں گے اور اگر ایمان ثریا پر بھی معلق ہوگا۔ تو یہ موعود اُسے ثریا سے اُتار کر انسانی قلوب میں داخل کریگا اور اُنہیں انتم الاعلون ان کنتم مومنین کا مصداق بنائے گا۔ چنانچہ آپؑ نے ٹھیک قرآنی صراحت کے مطابق دُنیا کو دعوت ایمان دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ پیشگوئیوں کے مطابق پہلے بدری صحابہؓ کی تعداد میں مثیل صحابہؓ کی جماعت آپؑ پر ایمان لائی۔ بعد میں خدا تعالےٰ نے مزید خوش نصیبوں کو ایمان لانے کی سعادت بخشی اور آپ کی زندگی میں تخمریزی کی حد تک یہ کام مکمل ہو گیا۔ جس کے بارہ میں آپؑ نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے ؎

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے اُن کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اِس جماعت میں صحابہؓ کی طرح ایمان کے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ بجا لانے کی بھی جماعت نے سعادت حاصل کی اور بفضلہ ہر حد لحاظ سے مثیل صحابہؓ کے صحیح معنوں میں مصداق بن گئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اِس قدر روتے ہیں کہ اُن کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ میں اپنے ہزارہا بیعت کنندوں میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیرواؤں سے جو اُن کی زندگی میں اُن پر ایمان لائے تھے ہزارہا درجہ اُن کو بہتر خیال کرتا ہوں اور اُن کے چہرہ پر صحابہؓ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں۔ ہاں شاذ و نادر کے طور پر اگر کوئی اپنے فطرتی نقص کی وجہ سے صلاحیت میں کم رہا ہو تو وہ شاذ و نادر میں داخل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزارہا آدمی دِل سے فدا ہیں۔ اگر آج اُن کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دست بردار ہو جاؤ تو وہ دست بردار ہو جانے کے لئے مستعد ہیں۔ پھر بھی میں ہمیشہ اُن کو اور ترقیات کے لئے ترغیب دیتا ہوں اور اُن کی نیکیاں اُن کو نہیں سُناتا۔ مگر دِل میں خوش ہوں"

(سلسلۂ عالیہ احمدیہ صفحہ ۲۹۹)

غرضیکہ یہی وہ کام تھا جس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے ضمن میں سورۂ جمعہ میں خدا تعالےٰ نے آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم میں فرمایا ہے۔ یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ زمانے تین ہیں ایک اوّل جو صحابہؓ کا زمانہ ہے اور ایک اوسط جو مسیح موعودؑ اور صحابہؓ کے درمیان ہے۔ اور ایک آخری زمانہ جو مسیح موعودؑ کا زمانہ اور مصداق آیت وآخرین منھم کا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ اللہ جلشانہ اُن کے حق میں فرماتا ہے کہ وہ آخری زمانے میں آئیو الے خالص اور کامل بندے ہولے گئے چہ اپنے کمالِ ایمان اور کمال اخلاق اور کمال صدق اور کمال استقامت اور کمال ثابت قدمی اور کمال معرفت اور کمال خدا دانی کی رو سے صحابہؓ کے ہم رنگ ہوں گے۔

دوسری عظیم الشان خدمت

موجودہ دور کے اِسمی رسمی مسلمان۔ اہل اسلام کی حالت زار کی وجہ سے اِس کے دوبارہ احیاء سے مایوس ہو چکے تھے۔ مگر آپؑ نے اُن میں جو عقائد و اعمال کے اعتبار سے غلطیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ اُنہیں دور فرما کر اپنے ماننے والوں میں زندگی کی روح داخل فرما دی اور دُنیا کے سامنے اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا کا نظارہ پیش فرما دیا۔ دوسرے مسلمان تو انتشار کا شکار تھے بہتر فرقوں میں بٹ چکے تھے اور ایک دوسرے کو کافر بنانے کی خدمت سر انجام دے رہے تھے۔ بظاہر اپنے نام بہت خوبصورت اور حسین رکھ کر اپنی طبیعت خوش کر رہے تھے۔ بعض اپنے آپ کو اہل سُنت والجماعت کے نام سے موسوم کر کے خوش تھے اور بعض اپنا نام جماعتِ اسلامی رکھ کر نازاں تھے۔ بعض اہلِ حدیث کہلا کر پھولے نہیں سماتے تھے وغیرہ ذالک۔ غرض یہ تمام فرقے جماعتی زندگی سے بوجہ انتشار کا شکار ہونے کے محروم تھے ان کے مقابلہ میں حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے جماعت مبائعین کی شیرازہ بندی فرما کر روز اوّل سے انہیں جماعتی زندگی میں منسلک فرمایا۔ اور بہتر فرقوں کے مقابلہ میں ما انا علیہ واصحابی اور ھی الجماعۃ کا مصداق بنایا۔ یہی علامت فارقہ ایسی ہے جو جماعت احمدیہ کو ان فرقوں میں ممتاز کرتی ہے۔ اس جماعت میں جماعتی زندگی کے پورے اجزاء موجود ہیں مثلاً ایک واجب الاطاعت امام کے ہاتھ پر جمع ہیں۔ ان کا ایک مرکز ہے۔ بیت المال ہے۔ سب کا ایک ہی نصب العین و پروگرام ہے۔ سب اُسی رنگ میں کام کرتے ہیں جس طرح اسلامی تنظیم کے تحت صحابہؓ کیا کرتے تھے۔ اِس رنگ میں جماعتی زندگی جماعت احمدیہ کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔ یہی ان کا طرۂ امتیاز ہے۔

تیسری عظیم الشان خدمت

زمانہ کی تبدیلی

ضروریات کو پورا کرنے کے پیش نظر قرآن شریف کے مخفی خزانوں کو باہر نکال کر اُس کی دُنیا میں اشاعت کا انتظام کرنا تھا۔ موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کا خیال تھا کہ قرآن شریف کے علوم سلف صالح یا گذشتہ علماء کی بیان کردہ باتوں اور تفسیروں پر ختم ہو چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ جس طرح ظاہر دُنیا ایک مادی عالم ہے جس میں سے ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق مادی خزانے نکلتے رہتے ہیں اسی طرح قرآن شریف ایک روحانی عالم ہے جس کے روحانی اور علمی خزانے کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ اور ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق نکلتے رہیں گے اور اس طرح قرآن مجید کے مکمل ہو چکنے کے باوجود اسلام کے علمی حصّہ میں نمو اور ترقی کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اور یہی قرآن کا معجزہ ہے۔ اسی اصل کے ماتحت آپ نے یہ دعویٰ کیا کہ چونکہ خدا تعالےٰ نے مجھے قرآن مجید کی خدمت کے لئے مبعوث کیا ہے۔ اس لئے مجھے قرآن مجید کی وہ سمجھ عطا کی گئی ہے جو موجودہ زمانہ میں کسی اور کو عطا نہیں کی گئی اور مجھے یہ طاقت دی گئی ہے کہ میں اِس زمانہ کی ضرورت کے مطابق قرآن شریف سے ایسے نئے نئے علمی اور روحانی خزانے نکال کر دُنیا کے سامنے پیش کروں جو پہلے کبھی پیش نہیں کئے گئے۔ اور آپؑ نے تحدّی کے ساتھ لکھا کہ اِس زمانہ میں دُنیا کا کوئی شخص اِس بات میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آپ نے بارہا چیلنج کر کے لوگوں کو بلایا کہ اگر کسی میں ہمت ہے تو میرے سامنے آکر تفسیر نویسی میں مقابلہ کرے (ازالہ اوہام و آئینہ کمالات)۔

مگر کسی کو ہمت نہ ہوئی۔ آپؑ نے دوسرے مذاہب والوں کو بھی بار بار دعوت دی کہ

"وہ میرے مقابل پر آکر اپنی اپنی مذہبی کتابوں کے حقائق و معارف بیان کریں اور میں قرآن کے حقائق و معارف بیان کرونگا اور پھر دیکھا جائے کہ کس کی کتاب زیادہ بہتر اور زیادہ معارف کا خزانہ ہے اور کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔"

مگر کوئی شخص اِس مقابلہ کے لئے سامنے نہ آیا۔ تاہم آپؑ نے اپنے طور پر بہت سی تصانیف فرمائیں جن میں متعدد آیات قرآن مجید کی ایسی لطیف تفسیر بیان کر کے جو پہلی کسی کتاب میں بیان نہیں ہوئی سب پر اتمام حجت فرمائی۔ آپؑ کی بیان کردہ تفسیر نے قرآن مجید کے کمال کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا۔ چنانچہ ایسی تفسیر آپ کی متعدد کُتب میں موجود ہے ازاں جملہ آئینہ کمالاتِ اسلام۔ اِسلامی اُصول کی فلاسفی اور متعدد دیگر کُتب اپنے مضامین کی لطافت و ندرت کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ شان رکھتی ہیں اور کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام ایسے آئینے کی طرح ہے جس میں اِسلام کا خوبصورت چہرہ درخشاں ہو کر نظر آنے لگتا ہے اور مطالعہ کرنے والا روحانی وجد و سرور کے عالم میں گنگنانے لگتا ہے ؎

جمال و حُسنِ قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

چوتھی عظیم الشان خدمت

یوں تو ہر نبی کے حق میں خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِي اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔ اللہ تعالےٰ نے فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ اللہ تعالےٰ یقیناً طاقتور اور غالب ہے۔ گویا خالق و مالک جس طرح اپنی مخلوق پر غلبہ و اقتدار رکھتا ہے جب وہ اپنے کسی مامور و مرسل کو دُنیا میں مبعوث فرماتا ہے تو اُن کی بھرپور تائید و نصرت فرماتا ہے۔ یار غالب شوتا غالب شوی کے مقولہ کے مطابق۔ یار غالب کی معیت اُنہیں بھی غالب کر دیتی ہے۔ مگر یہاں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے متعلق صرف نہ ماننے والوں پر غلبہ ہی نہیں بلکہ عالمگیر غلبہ کا وعدہ ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اُس نے فرمایا ہے۔ هُوَ الَّذِي اَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ "وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اُس کو تمام دینوں پر غالب کرے خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس سلسلہ میں ایسی شاندار کُتب لکھی ہیں اور اُن میں ایسے بے نظیر حقائق و معارف اور دلائل و براہین بیان فرمائے ہیں کہ مخالفین کو بھی اعتراف کرنا پڑا کہ ۱۳۰۰ سال میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ مسلمانوں میں جو بدعت و ضلالت اور طرح طرح کی گمراہی کے خیالات راہ پا گئے تھے۔ اور ایسی غلطیاں پیدا ہو گئی تھیں جن کی وجہ سے وہ فرقے فرقے بن گئے تھے اور غیروں کے سامنے اسلام کا حسین چہرہ دکھانے کے بھی قابل نہ رہے تھے۔ ان روحانی جواہرات نے اِس غرض و غایت کو بدرجہ کمال پورا کر دیا ہے۔ پھر اندرونی اصلاح کے علاوہ دیگر مذاہب کے ماننے والوں نے بھی اِسلام کی طرف کھینچے اور اُن کے قلوب جیتنے کا مکمل مواد موجود ہے۔ جو میدانِ تبلیغ میں نہایت کامیاب اور لاجواب قرآنی حربہ ہے۔

پانچویں عظیم الشان خدمت

آپؑ نے اِسلام اور احمدیت کی تعلیم کے ماتحت ایک نظام کی دُنیا میں بُنیاد رکھی جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بنیادوں پر رکھی گئی ہے۔ اور خدا تعالےٰ سے علم پا کر بتایا ہے کہ آہستہ آہستہ یہ نظام وسیع ہو کر ساری دُنیا پر محیط ہو جائے گا۔ اِس نظام کو دُنیا میں جاری کرنے کے لئے جو جماعت آپؑ نے تیار فرمائی ہے ایک طرف اُس میں زندہ خدا پر ایمان اور حقیقی عرفان قائم ہو چکا ہے اور دوسری طرف وہ افراد اور قوم کے باہمی تعلقات کا بہترین نمونہ ہے۔ یہی جماعت حزب اللہ ہے اور خدا کا حزب ہی دُنیا میں ہمیشہ غالب آتا رہا ہے۔ یہی حزب اللہ دن بدن ترقی کر کے سارے نظاموں اور سارے دینوں پر غالب آ کر رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ؎

قضائے آسمان است ایں
بہر حالت شود پیدا

مندرجہ بالا پانچ خدمات وہ بنیادی خدمات ہیں جو بانیٔ جماعت احمدیہ نے اپنے فرض منصبی کی ادائیگی میں سر انجام دیں۔ ان میں سے ہر شق کے تحت مزید متعدد خدمات ہیں جو انجام دی گئیں اور جن کی وسعت عالمگیر سطح پر محیط ہے اور یوماً فیوماً اُس کا دائرہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ان تمام دینی خدمات کی بجا آوری کے سلسلہ میں خدا تعالےٰ سے علم پا کر حضورؑ اپنی جماعت کی مجموعی ترقی کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اُس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا ہے۔ وہ اپنی اِس جماعت کو تمام مُلکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا۔ جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اِس مذہب اور اِس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اِس کو معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے۔ نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی ....

.... دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴،۶۵)

یہ تو طائرانہ نظر ہے جو ان عظیم کاموں پر ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان خدمات کا پورا اندازہ جماعت احمدیہ کا تفصیلی لٹریچر پڑھنے سے ہی ہو سکتا ہے۔

خدا کرے یہ مختصر مضمون متلاشیانِ حق کی رہنمائی کا باعث ہو۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ❋

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۵ء

قسط اوّل

مقامِ خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی نظر میں

Ahmadiyya Markazi Library
Qadian 143516

ختمِ نبوّت اور عشقِ رسولؐ

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان!

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

(سورۃ الاحزاب: ۴۱)

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے آقا سرورِ کائنات فخرِ موجودات، سید المرسلین، شفیع المذنبین، رحمۃٌ للعالمین، نبیٔ اُمّی، رسولِ عربی محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قرآن مجید میں "خاتم النّبیّین" قرار دیا ہے جیسا کہ ابھی مَیں نے سورۃ الاحزاب کی آیتِ کریمہ تلاوت کی ہے۔ اور اُمّتِ محمدیہ کے تمام فرقے خواہ وہ کسی بھی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہوں جن میں ہم احمدی مسلمان بھی شامل ہیں اپنے اندرونی شدید اختلاف کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النّبیّین تسلیم کرتے ہیں۔

غیر احمدی علماء کا ہم احمدیوں سے سب سے بڑا اختلاف آج کل مسئلہ ختمِ نبوت کے متعلق ہی پایا جاتا ہے۔ لیکن باوجود لفظی نزاع اور اختلاف کے اِس مسئلہ میں بھی کئی پہلوؤں کے لحاظ سے ہمارا اور اُن کا اتفاق ہے۔ مثلاً:-

● — وہ یہ مانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ کرے۔ اور ہم بھی یہی مانتے ہیں۔

● — وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپؐ کی اتباع سے الگ ہوکر یا آپؐ کی شریعت کی پیروی سے آزاد ہوکر آئے۔ اور ہم بھی یہی مانتے ہیں۔

● — وہ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والا مسیح موعود نبی اللہ ہے اور ہم بھی یہی مانتے ہیں۔

● — وہ اِس بات کے بھی قائل ہیں کہ آنے والا مسیح موعود شریعتِ محمدیہ کا تابع ہوگا نہ کہ شریعتِ محمدیہ کو منسوخ کرنے والا۔ اور ہم بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔

البتہ اگر فرق ہے تو صرف اس قدر کہ غیر احمدی علماء مسیح موعود سے مراد مسیح اسرائیلی لیتے ہیں جبکہ ہم مسیح موعود سے مسیح محمدی یعنی اُمتِ محمدیہ ہی کا ایک فرد مراد لیتے ہیں۔ کیونکہ مسیحِ اسرائیلی کی وفات کا ثبوت قرآن مجید اور عقلی و نقلی دلائل سے ملتا ہے۔ جس سے ہماری تائید ہوتی ہے۔ خصوصًا اس صورت میں کہ قرآن مجید نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو "رَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ" (آل عمران: ۵۰) قرار دیا ہے۔ وہ اُمتِ محمدیہ کے رسول نہیں بن سکتے۔ بلکہ نزولِ عیسٰی سے مراد اُمتِ محمدیہ ہی کے کسی ایسے شخص کا ظہور ہے جو فضل و شرف میں عیسٰی علیہ السلام کے مشابہ ہو۔ چنانچہ شیخ محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:-

"وَجَبَ نُزُوْلُهٗ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ بِتَعَلُّقِهٖ بِبَدَنٍ اٰخَرَ"

(تفسیر عرائس البیان جلد ۱ صفحہ ۲۶۲)

یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نزول آخری زمانہ میں ایک دوسرے بدن (وجود) کے ساتھ ضروری ہے نیز ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والا مسیح موعود جو نبی اللہ ہے آپؐ ہی کی اُمت میں سے اور آپؐ ہی کے فیض سے مستفیض ہو کر آسکتا ہے۔ باہر سے نہیں۔

پس خلاصۂ کلام یہ کہ تین باتوں پر اُمتِ محمدیہ کا اجماع اور اتفاق ہے جس میں ہم احمدی بھی شامل ہیں:-

اوّل:- یہ کہ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم "خاتم النّبیّین" ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا نبی ظاہر نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ہی کوئی ایسا نبی ظاہر ہوسکتا ہے جو مستقل حیثیت رکھتا ہو۔ اس پر تمام فرقوں کا اتفاق ہے۔

دوسرے:- یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر انبیاء دنیا میں مبعوث ہوئے وہ سب کے سب مستقل نبی تھے۔ یعنی کسی دوسرے نبی کی پیروی سے انہوں نے مقامِ نبوت حاصل نہیں کیا تھا بلکہ خدا تعالیٰ نے اُن کا انتخاب براہِ راست کسی نبی کی اطاعت کی شرط کے بغیر کیا تھا۔ اور وہ نبی ہوکر کسی دوسرے نبی کے اُمتی نہیں کہلاتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (سورۃ النساء: ۶۵)

ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا بجز اس کے کہ وہ اللہ کے اذن سے مطاع ہو۔ یعنی کوئی نبی کسی دوسرے نبی کا مطیع یعنی اُمتی بنا کر نہیں بھیجا گیا۔

سوئم:- تیسرا مسئلہ جس پر اُمت کا اجماع رہا ہے وہ یہ ہے کہ "مسیح موعود" اُمتی نبی ہوگا۔ جماعتِ احمدیہ کا اِن تینوں مسائل پر اعتقاد ہے۔ اور وہ دیگر غیر احمدی علماء کے ساتھ ان عقائد میں اُصولی طور پر اتفاق رکھتی ہے۔

لیکن یہ عجیب بات ہے کہ آج کل محض جماعتِ احمدیہ کی مخالفت میں اندھے ہو کر، بغض و حسد اور تعصب کے جذبات سے مغلوب ہو کر سستی شہرت حاصل کرنے اور عامۃ المسلمین کو بھڑکانے کے لئے غیر احمدی علماء تمام قرآنی حقائق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النّبیّین ہونے کا یہ مفہوم ہے کہ اب آپؐ کے بعد قیامت تک کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اِن سے ایک طرف تو اُن کا اپنا یہ عقیدہ باطل ٹھہرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیح موعود آئیں گے۔ جنہیں پیشگوئی میں نبی اللہ قرار دیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپؐ کی اُمت میں سے تیس بلکہ بعض روایات میں ستر اور بہتر دجالوں کا آنا ثابت ہے جو اُمتِ محمدیہ کے علاوہ دوسری اُمتوں کو بھی گمراہ کرنے کے لئے فتنہ و فساد برپا کریں گے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس صورت میں ایسے دجالی فتنوں کو دور کرنے کے لئے کسی نبی کا مبعوث نہ ہونا بلکہ نبی کی بعثت کو روکنا اور دجالوں کو نہ روکنا کیا اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النّبیّین ہونا مدح میں قرار پائے گا یا ذم میں؟ کیا اس بات کو عقلی لحاظ سے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا باعث قرار دے سکتے ہیں؟ نہیں! اور ہرگز نہیں!! بلکہ اس سے تو اُمتِ محمدیہ اور اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور کسرِ شان لازم آتی ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)۔

موجودہ زمانے میں ختمِ نبوت کے بارے میں جس طرح کا غلط اعتقاد عام مسلمانوں میں پایا جاتا ہے اسی قسم کا غلط اعتقاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہودیوں میں بھی پایا جاتا تھا۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۝

(المؤمن: ۳۵)

ترجمہ:- اور یوسفؑ اس سے پہلے دلائل کے ساتھ تمہارے پاس آچکا ہے۔ مگر تم جو کچھ وہ تمہارے پاس لایا تھا اس کے بارے میں شک ہی میں رہے۔ یہاں تک کہ جب وہ فوت ہوگیا تو تم نے (مایوسی سے) کہنا شروع کیا کہ اللہ اس کے بعد کوئی رسول مبعوث نہیں کرے گا۔ اسی طرح اللہ ہر حد سے گزرنے والے (اور) شبہ کرنے والے کو گمراہ قرار دیتا ہے۔

اس آیتِ کریمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد یہودیوں نے یہ عقیدہ اپنا لیا تھا کہ اب نبوت ختم ہوگئی ہے۔ خدا تعالیٰ اب کسی کو رسول بنا کر مبعوث نہیں کرے گا۔ لیکن کیا حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ منقطع ہوگیا تھا؟ نہیں! بلکہ آپ کے بعد حضرت عیسٰی علیہ السلام تک بے شمار انبیاء مبعوث ہوئے۔ ایسے اعتقاد کو اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے اور شبہ کرنے کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔ اور امرِ واقعہ بھی یہی ہے کہ جب قوم میں گمراہی پھیل جاتی ہے تو افرادِ قوم میں روحانی و جسمانی۔ اخلاقی و مادی ہر لحاظ سے اس قدر احساسِ کمتری پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے اندر خدا تعالیٰ کے کسی فرستادہ کے مبعوث ہونے سے ناامید ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف طرح طرح کی بدعات اور بد رسوم میں غلو پیدا ہو جاتا ہے تو دوسری طرف انعاماتِ الٰہیہ میں شک و شبہ رہ جاتا ہے۔ اور یہی حال آجکل کے مسلمانوں کا ہے۔ اور یہ آیتِ کریمہ اُن کے لئے فکر انگیز اور قابلِ غور ہے۔

اسی بات کو ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:-

وَاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝

(سورۃ الجن: ۸)

ترجمہ:- اور یقینًا وہ (یہودی) جن بھی یقین رکھتے تھے جس طرح تم یقین رکھتے ہو کہ اللہ کسی کو نبی بنا کر مبعوث نہیں کرے گا۔

یہاں بھی اسی عقیدہ کو دہرایا گیا ہے کہ تم یقین رکھتے تھے کہ آئندہ اللہ تعالیٰ کسی کو نبی بنا کر مبعوث نہیں کرے گا کیونکہ خاتم النّبیّین آچکا ہے۔ اس لحاظ سے مسلمان بھائیوں کو ان آیات پر غور کرتے ہوئے اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیئے۔ خصوصًا اس صورت میں کہ وہ ختمِ نبوت کے عقیدہ کے باوجود یہ اعتقاد بھی رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت

عیسیٰ علیہ السلام ... آ گئے اور وہ نبی بھی ہوں گے۔ حالانکہ ان ... باتوں میں کھلا کھلا تضاد پایا جاتا ہے۔ اور حکومتِ پاکستان نے جماعت احمدیہ کے خلاف گزشتہ سال ۲۶ اپریل کو جو آرڈی نینس جاری کیا ہے اس میں بھی یہی تضاد نمایاں طور پر پایا جاتا ہے جو انتہائی ظالمانہ اور مضحکہ خیز ہونے کے ساتھ ساتھ اربابِ حکومت کی خود فریبی پر بھی دلالت کرتا ہے۔

دراصل ایسا اعتقاد نفسیاتی لحاظ سے سہل انگاری اور فرائض و واجبات اور ذمہ داریوں سے فرار کا آئینہ دار ہے۔ اور بدقسمتی سے مسلمانوں میں یہ سب کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ انہی عوامل و اسباب کا تجزیہ کرتے ہوئے "خاکسار تحریک" کے علمبردار علامہ عنایت اللہ خان مشرقی اپنی کتاب "قولِ فیصل" میں "ختمِ نبوت کی آڑ میں مسلمانوں کی کام چوری" کے عنوان سے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:—

"کیا تمہارے رسولِ خدا سے .... محبت کی لغت میں ختمِ نبوت کے معنے آج یہ نہیں کہ چونکہ عمل پر تکلیف دینے والا اور خدا کی راہ میں جان اور مال مانگنے والا مدت ہوئی چل بسا اور شکر ہے کہ چل بسا۔ بلکہ الحمد للہ کہ اب قیامت تک کوئی دوسرا تکلیف دہ نبی آنے کا نہیں اس لئے اب جو شخص بھی ہم سے قرآن پر عمل چاہے گا ہم اس کو نبی ہونے کا طعنہ دے کر اسلام سے خارج اور خاموش کر دیں گے ہم بولنے سے پہلے اس کی عزت اور شہرت کا گلا گھونٹ کر رہیں گے۔ کئی سو برس تک ہمارے باپ دادوں کو ایک نبی نے بے حد تکلیف دی۔ اب اُس نبی کے "خاتمے" کے بعد کوئی دوسرا شخص اُس کے صحیح اُسوہ پر چلانے والا آیا تو ہم قرونِ اولیٰ کے کافروں کی طرح اس کی بے حد مخالفت کریں گے۔ اُس کو جھوٹا نبی اور دجّال کہہ کر اس کی عزت کو ختم کر دیں گے۔ خدا خدا کرکے تیئیس ۲۳ برس کے بعد نبوت ختم ہوئی تھی اس لئے اب قرآن پر عمل بھی ختم ہے۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمان بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئے اب ہماری دوستی صرف نماک خوار مولوی اور ملّا سے ہے جو جنّت کے لئے نمازی بننے کی کڑی قرآنی شرط کی بجائے تہمد، مسواک اور ڈاڑھی کی آسان "اسلامی" شرطیں پیش کرتا ہے۔ نبوت کے ختم ہونے کے بعد قرآن پر پھر عمل کرانے کی جال اب کسی انسان میں ہوگی"۔

(قولِ فیصل ۲۹ بحوالہ الفرقان ربوہ جولائی ۱۹۶۵ء صفحہ ۷)

آج پاکستان کے مظلوم احمدیوں پر جو کچھ بیت رہی ہے یہ حوالہ اس کی پوری پوری عکاسی کرتا ہے۔ موجودہ زمانے میں مسلمانوں کی زبوں حالی۔ بے عملی۔ لاچاری و بیکسی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ اور گزشتہ تین صدی کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ علمائے اُمّت اصلاحِ اُمّت کے کام میں ناکام ہو چکے ہیں۔ اور یہ کام اُن کے بس کا ہے بھی نہیں۔ جس کا اعتراف خود مسلمان علماء و مفکرین نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالماجد دریا بادی تحریر کرتے ہیں:—

"اُمّت کی موجودہ بے علمی اور مشرکانہ جاہل رسموں میں گرفتاری بالکل مسلّم ہے۔ یہ عام مشاہدہ کی چیزیں ہیں۔ لیکن اس سے نجات دلانا کس کے بس کی بات ہے۔ کایا پلٹ کے لئے تو **پیغمبرانہ عزم و عزیمت** کی ضرورت ہے؟"

(صدق جدید لکھنؤ۔ ۵ اکتوبر ۱۹۶۲ء)

اس ضرورت کا اظہار مولانا ابوالاعلیٰ مودودی بھی اس رنگ میں کرنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ:—

"اکثر لوگ اقامتِ دین کی تحریک کے لئے کسی ایسے **مردِ کامل** کو ڈھونڈتے ہیں جو اُن میں سے ایک ایک شخص کے تصورِ کمال کا مجسمہ ہو۔ اور جس کے سارے پہلو قوی ہی قوی ہوں۔ دوسرے الفاظ میں یہ لوگ دراصل نبی کے طالب ہیں۔ اگرچہ زبان سے ختمِ نبوت کا اقرار کرتے ہیں اور کوئی اجرائے نبوت کا نام بھی لے دے تو اُس کی زبان گُدّی سے کھینچنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ مگر اندر سے اُن کے **دل ایک نبی مانگتے ہیں**۔ اور نبی سے کم کسی پر راضی نہیں"۔

(ترجمان القرآن دسمبر جنوری ۴۲-۱۹۴۳ء صفحہ ۱۵۶)

پس ضرورتِ زمانہ کے عین مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی دستگیری فرمائی اور اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہوئے اپنے مسیح اور مہدی کو قادیان کی مقدس بستی میں مبعوث فرمایا جس نے یہ اعلان کیا کہ ؎

مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

اور فرمایا ؎

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اَور کا وقت
مَیں نہ آتا تو کوئی اَور ہی آیا ہوتا

مگر وائے افسوس! کہ اِس مسیح محمدی کی آواز پر لبیک کہہ کر غلبۂ اسلام کی مہم میں شامل ہونے کی بجائے مسلمانوں نے یہود کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اِس مسیح پر کفر کے فتوے لگائے۔ محض اس وجہ سے کہ آپؑ کے دعاوی میں نبوت کے منصب کا اظہار ہے۔ جبکہ خود مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آنے والا مسیح موعود نبی ہوگا۔ اور یہ بالکل صاف اور سیدھی بات ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود بنایا ہے تو یقینی بات ہے کہ خدا کے فرمان اور اجماعِ اُمّت کے مطابق ہی وہ نبی بھی قرار پاتے ہیں مگر ایسا نبی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّتی اور غلام ہے نہ کہ آپؐ کا حریف اور مدِّ مقابل —!!

قبل اس کے کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ تحریرات آپ کے سامنے پیش کروں جو آپؑ نے مقامِ خاتم النبیین کی عظمتِ شان میں لکھی ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کی اقسام بیان کر دی جائیں تاکہ اس کی روشنی میں ختمِ نبوت اور مسیح موعودؑ کی اُمّتی نبوت کے مسئلہ کو آسانی سے سمجھا جا سکے۔ اور عامۃ المسلمین کے ذہنوں میں جو غلط فہمی دانستہ پیدا کی جا رہی ہے اُس کے مسموم اثرات کو دُور کیا جا سکے۔

قرآن مجید اور احادیث سے ہمیں انبیاء کی تین اقسام معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) اوّل وہ نبی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نئی شریعت لاتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے یا جیسا کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کی شریعت دی گئی۔ ایسے نبی صاحبِ شریعت یا تشریعی نبی کہلاتے ہیں۔ اور اِس قسم کے نبیوں کی نبوت کو حقیقی نبوت بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ نبوت کے ہر سلسلہ کا آغاز تشریعی نبوت سے ہوتا ہے اور باقی قسم کی نبوتیں بعد میں آتی ہیں۔

(۲) دوسرے وہ نبی جو نئی شریعت تو نہیں لاتے البتہ اُن کو کسی سابقہ شریعت کی خدمت کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ لیکن اُن کی اس نبوت کو مستقل نبوت کہا جاتا ہے۔ کیونکہ انہیں یہ نبوت کسی پہلے نبی کی پیروی اور اتباع کی وجہ سے نہیں ملتی۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت داؤد۔ حضرت سلیمان۔ حضرت زکریا۔ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام مبعوث ہوئے۔ یہ غیر تشریعی اور مستقل نبی تھے۔ کیونکہ اُن کی نبوت کے حصول میں حضرت موسیٰؑ کی اتباع کا کوئی دخل نہ تھا۔ بلکہ خدا تعالیٰ سے براہِ راست اپنی ذاتی حیثیت میں یہ انعام اُن نبیوں نے پایا تھا۔

(۳) تیسرے وہ نبی جو نہ تو صاحبِ شریعت ہو اور نہ ہی کسی پہلے نبی کی پیروی سے آزاد ہو۔ بلکہ اُس کی نبوت کسی سابق نبی کی اتباع سے ملے۔ اور وہ نبوت اُسی متبوع نبی کی ظِل اور اُس کا عکس اور اس کا حصّہ ہو۔ یعنی وہ اپنے پیشوا نبی کے نور سے روشنی لے کر منور ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانئ سلسلہ احمدیہ کی نبوت تھی۔ جو آپ نے اپنے آقا و مطاع حضرت رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شاگردی۔ غلامی اور کامل پیروی میں حاصل کی۔ اِس قسم کی نبوت کو ظلّی اور غیر مستقل نبوت کہا جاتا ہے۔ یا نبوتِ ولایت کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ ایسے نبی کو صرف نبی کہنا درست نہیں ہوتا بلکہ اُمّتی نبی کہنا زیادہ درست ہوتا ہے۔

غیر از جماعت عام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مذکورہ تینوں قسم کی نبوت کُلّی طور پر بند ہو چکی ہے۔ اور آپؐ کے بعد کوئی شخص خواہ وہ کسی قسم کی نبوت کا حامل ہو تا قیامت نہیں آ سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ آپؐ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ پھر لطف یہ کہ اِس عقیدہ کے ساتھ ساتھ ایک غیر اُمّتی مستقل نبی کے ظہور کا بھی اعتقاد و انتظار ہے جو اِس خیرِ اُمّت کے لئے ایک تازیانہ کا حکم رکھتا ہے۔

اِس کے مقابل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعتِ احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلی دو قسم کی نبوتوں یعنی تشریعی نبوت اور مستقل نبوت کا دروازہ تو کُلّی طور پر بند ہو چکا ہے۔ کیونکہ اِس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوتِ تامّہ کاملہ کی ہتک ہے۔ مگر تیسری قسم کی نبوت جس کا حامل ظلّی نبی اور اُمّتی نبی کہلاتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپؐ کے فیضان سے مستفیض ہو کر آپؐ کی غلامی میں آ سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوتِ تامّہ کاملہ کی ہتک نہیں بلکہ آپؐ کی نبوت کا کمال اور آپؐ کی قوتِ قدسیہ کا فیضان ثابت ہوتا ہے۔ ہم احمدیوں کے عقیدے کے مطابق اِس قسم کی نبوت سے ختمِ نبوت کی مُہر بھی نہیں ٹوٹتی اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں کوئی رخنہ پڑتا ہے۔ کیونکہ اصل مستقل۔ شرعی اور فیض دہندہ نبی ہونے کے لحاظ سے اِس صورت میں آپؐ ہی آخری نبی رہتے ہیں۔ ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ اُمّتِ محمدیہ میں آنے سے ختمِ نبوت کی مُہر بھی ٹوٹتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسرِ شان بھی لازم آتی ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت کا منصب براہِ راست ملا ہے نہ کہ آپؐ کی اتباع کے نتیجے میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:—

"محی الدین ابنِ عربیؒ نے لکھا ہے کہ نبوتِ تشریعی جائز نہیں دوسری جائز ہے۔ مگر میرا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انعکاس سے جو نبوت ہو وہ جائز ہے"۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۵۱-۳۵۲ حاشیہ)

(باقی)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نورِ سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اخلاقی اور معاشرتی تعلیم

Ahmadiyya Mar... Qadian

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل نائب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

اخلاق کے معنے ہیں اچھی عادات۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ یعنی آپ عظیم اور اعلیٰ اخلاق پر قائم ہیں۔ معاشرہ کے معنیٰ ہیں باہم مل جل کر زندگی گزارنا۔ جب افراد کی اچھی عادت و اخلاق کا اظہار ہوتا ہے تو معاشرہ اس سے متاثر ہوتا ہے اور اس طرح ایک اصلاحی معاشرہ کی تخلیق ہوتی ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ میں جو تعلیم دی ہے یا عملی آداب سکھائے ہیں اس کا ایک ایک لفظ اور واقعہ قرآن کریم اور احادیثِ نبوی سے ثابت کیا جا سکتا ہے کیونکہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل ہیں اور آپ کا کلام امام الکلام ہے اس کی نظیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور جگہ تلاش کرنا ع

این خیال است و محال است و جنوں

کی مصداق ہے۔ اس سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی عظمت ظاہر ہو رہی ہے۔

تعلق باللہ

اخلاق و معاشرہ کی اصلاح کے لئے تعلق باللہ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ جب تک یہ یقین نہ ہو کہ ہمارا ایک خالق و مالک ہے عالم الغیب خدا ہے اس وقت تک حقیقی اصلاح کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس سلسلہ میں تعلیمات روایت پر نہیں بلکہ رؤیت پر مبنی ہیں۔ فرمایا:-

"کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے جو اس خدا کا دامن نہ چھوڑے ہم اس پر ایمان لائے ہم نے اس کو شناخت کیا تمام دنیا کا وہی خدا ہے جس نے میرے پر وحی نازل کی جس نے میرے لئے زبردست نشان دکھلائے جس نے مجھے اس زمانہ کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا اس کے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں۔"

"میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔"

(کشتی نوح)

راست گفتاری

غیر احمدی علماء اس زمانہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے پاکباز نبی کے متعلق بھی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ نے تین جھوٹ بولے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی سختی سے اس کو رد فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے الہام میں بتایا کہ:-

"کاذب خدا کا دشمن ہے وہ اس کو جہنم میں پہنچائے گا۔"

(تذکرہ ص۶۱۶ طبع اوّل)

ظاہر ہے کہ جس گھر یا معاشرہ میں جھوٹ بولنا جائز ہو وہاں باہمی اعتماد ختم ہو کر دائمی فتنہ کا دروازہ کھل جاتا ہے

امانت و دیانت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ میں بھی نہایت اعلیٰ تعلیم دی ہے ایک واقعہ ہدیۂ قارئین کرام ہے

"ایک مرتبہ حضور علیہ السلام مع اصحاب ... سیر کو تشریف لے گئے واپسی پر راستہ کے ایک طرف درخت کیکر کسی کا گرا ہوا تھا۔ بعض دوستوں نے اس کی خورد شاخیں کاٹ کر مسواکیں بنائیں حضور کے ساتھ اس وقت حضرت مصلح موعود رض بھی تھے جن کی عمر اس وقت ۱۰ یا ۱۲ سال تھی ایک مسواک کسی بھائی نے اُن کو دے دی اور انہوں نے بوجہ بچپن کی بے تکلفی کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا کہ "ابا مسواک لے لیں" تو حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ پہلے یہ بتاؤ کہ مسواکیں کس کی اجازت سے لی گئی ہیں اس فرمان کے سنتے ہی سب نے مسواکیں زمین پر پھینک دیں۔"

(سیرت المہدی حصہ چہارم)

اس واقعہ سے ہر احمدی کو اخلاقی اور معاشرتی یہ عظیم سبق ملتا ہے کہ حقیر سے حقیر چیز بھی کسی کی بغیر اجازت اٹھانی جائز نہیں ہے۔

مہمان نوازی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلہ کا آغاز درحقیقت مہمان نوازی سے ہی شروع ہوا تھا۔ حسن اخلاق و معاشرہ میں مہمان نوازی کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ مہمان سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرنا اور مہمان کے جذبات و احساسات کا پورا پورا خیال کرنا اور تواضع کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں ایک مرتبہ مہمانوں کے لئے سامان ختم ہو جانے پر حضور نے حضرت ام المومنین رض کا زیور فروخت کروا کر مہمان نوازی کا انتظام فرمایا۔

(سیرت المہدی حصہ چہارم)

تلخ کلامی سے پرہیز

گھر کا ماحول خوشگوار بنانے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ انداز گفتگو میں تلخی نہ ہو اور طعن و تشنیع سے ہرگز کام نہ لیا جائے اس سلسلہ میں حضور کے مقرب صحابی حضرت مولوی عبد اللہ صاحب سنوری رض کا ایک بیان درج ذیل ہے:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خدام کے ساتھ بالکل بے تکلفی سے گفتگو فرماتے تھے میں آپ کی خدمت میں اپنے سارے حالات کھول کر عرض کر دیتا تھا اور آپ ہمدردی اور توجہ سے سنتے تھے اور بعض اوقات آپ اپنے گھر کے حالات خود بھی بے تکلفی سے بیان فرما دیتے تھے اور میں سنتا رہتا تھا جس سے دل کی ساری کلفتیں دور ہو جاتی تھیں۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم)

حضور فرماتے ہیں:-

"میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں اوّل خدا کی توحید اختیار کرو دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔" جلد ۱

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

روح تعاون

کامیاب معاشرہ میں روح تعاون اور اتفاق و اتحاد کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے اس سلسلہ میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"انسان کی ظاہری بناوٹ اس کے دو ہاتھ دو پاؤں کی ساخت ایک دوسرے کی امداد کا ایک سبق رہنا ہے جب یہ نظارہ خود انسان میں موجود ہے پھر کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ وہ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى کے معنے سمجھنے میں مشکلات کو دیکھے۔"

(تقریر حضرت مسیح موعود)

فرمایا:-

"پس غریبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی عزت کریں اور امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں ان کو حقیر اور ذلیل نہ سمجھیں کیونکہ وہ بھی بھائی ہیں گو باپ جدا جدا ہیں مگر آخر تم سب کا روحانی باپ ایک ہے اور وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۴)

عدل و انصاف

ایسا عدل و انصاف جس کا دائرہ تمام بنی نوع انسان حتیٰ کہ دشمنوں پر بھی وسیع ہو معاشرہ میں حقیقی امن و سکون کا باعث ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کونوا قوامین للہ شہداء بالقسط کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"میں سچ کہتا ہوں کہ دشمن سے مدارات سے پیش آنا آسان ہے مگر دشمن کے حقوق کی حفاظت کرنا اور مقدمات میں عدل و انصاف کو ہاتھ سے

نہ جانے دنیا پر بہت مشکل ہے اور فقط جوانمردوں کا کام ہے اکثر لوگ اپنے شریک دشمنوں سے محبت تو کرتے ہیں اور میٹھی میٹھی باتوں سے پیش آتے ہیں مگر اُن کے حقوق دبا لیتے ہیں"۔

عفو و درگذر

اصلاحِ معاشرہ کے لئے افراد سے حسب موقعہ عفو و درگذر کا مظاہرہ ضروری ہے اکھڑ اور متشدد اور مغلوب الغضب ہونے سے معاشرہ میں بڑی بے چینی پیدا ہوتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ میں بڑی اعلیٰ تعلیم دی ہے۔ فرمایا:۔

"تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں"۔

(کشتی نوح)

ایک مرتبہ حضرت میر مہدی حسن صاحب سے کچھ پرچ پیالیاں ٹھوکر لگنے سے ٹوٹ گئیں۔ میر صاحب ڈرتے ڈرتے حضور کی خدمت میں پہنچے دریافت فرمانے پر عرض کیا حضور ٹھوکر لگنے سے پیالیاں ٹوٹ گئیں اس پر فرمایا "دیکھو جب یہ گری تھیں تو ان کا آواز کیسا اچھا تھا"۔

(الفضل جلد ۳)

صبر و رضا

مشکلات کو برداشت کرنا اور مصائب میں راضی برضاء رہنا ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا خلق ہے جس کے بغیر انسان کے اخلاق کی تکمیل نہیں ہوتی اس سلسلہ میں حضور کا عملی نمونہ ہمارے سامنے ہے کہ حضور کے چھوٹے صاحبزادے مرزا مبارک احمد صاحب کا انتقال ہوا تو خیال تھا کہ حضور کو بہت صدمہ ہوگا لیکن جب وہ صبح کے وقت فوت ہوئے تو فوراً حضور بڑے اطمینان کے ساتھ بیرونی احباب کو خطوط لکھنے بیٹھ گئے کہ مبارک احمد فوت ہو گیا ہے اور ہمیں اللہ کی رضا پر راضی رہنا چاہئیے اور مجھے بعض الہاموں میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ یا یہ لڑکا بہت خدا رسیدہ ہوگا اور یا بچپن میں فوت ہو جائے گا سو ہم کو اس لحاظ سے خوش ہونا چاہئیے کہ خدا کا کلام پورا ہوا"۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل)

تواضع و انکسار

اخلاق اور حسن معاشرت کے لئے طبائع میں تواضع اور انکسار کا پایا جانا بہت ضروری ہے اس کے نتیجہ میں معاشرہ اکثر فسادات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضورؑ فرماتے ہیں :۔

"میرے خیال میں اخلاق کے تمام حصوں میں سے جسقدر خدا تعالیٰ تواضع اور فروتنی اور انکساری اور ہر ایک ایسے تذلل کو جو منافی نخوت ہے ایسا کوئی شعبہ خلق اس کو پسند نہیں .... ہمارے لئے یہی بہتر ہے کہ جیسے ہم درحقیقت خاکسار ہیں، خاکسار ہی بنے رہیں جبکہ ہمارا مولیٰ ہم سے تکبر و نخوت کو پسند نہیں کرتا تو کیوں کریں ایسی عزت سے بے عزتی اچھی ہے جس سے ہم موردِ عتاب ہو جائیں"۔

(ملفوظات جلد نمبر ۲)

ایثار

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اخلاق و معاشرہ میں بے لوث خدمت کا جذبہ پیدا کرنے اور باہمی روابط مضبوط کرنے اور ملاطفت کی فضا پیدا کرنے کے لئے اسلامی جذبہ ایثار کی ان پُر حکمت الفاظ میں تشریح فرمائی ہے :۔

"انسان چونکہ ناقص اور ثواب حاصل کرنے کے لئے اعمالِ صالحہ کا محتاج ہے اس لئے کبھی وہ تواضع اور تذلل کے طور پر اپنے خدا کو خوش کرنے کے لئے اپنے آرام پر دوسرے کا آرام مقدم کر لیتا ہے اور آپ ایک حظ سے بے نصیب رہ کر دوسرے کو وہ حظ پہنچاتا ہے تا اس طرح پر اپنے خدا کو راضی کرے اور اس کی اس صفت کا نام عربی میں ایثار ہے۔ یہ صفت ایثار جس میں ناداری اور لاچاری اور ضعف اور محرومی شرط ہے ایک عاجز انسان کی نیک صفت ہے کہ باوجودیکہ دوسرے کو آرام پہنچا کر اپنے آرام کا سامان اس کے پاس باقی نہیں رہتا۔ پھر بھی وہ اپنے پر سختی کرکے دوسرے کو آرام پہنچا دیتا ہے"۔

(کتاب البریہ)

ہمدردی

جب تک کسی معاشرہ میں باہمی سچی ہمدردی اور اخوت کا جذبہ غیر معمولی اور نمایاں رنگ میں موجزن نہ ہو وہ صالح معاشرہ نہیں کہلا سکتا اس سلسلہ میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑا ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی .... آپس میں اخوت اور محبت پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کرکے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے"۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد ۱)

لغویات سے پرہیز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ یعنی مومن وہ ہیں جو لغو باتوں اور لغو کاموں اور لغو حرکتوں اور لغو مجلسوں اور لغو صحبتوں اور لغو تعلقات سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں"۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۴۱)

عہدہ اور ذات پات کا غرور

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم یہ ہے کہ :۔

"یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی وجہ شرافت نہیں خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لئے یہ ذاتیں بنائی ہیں اور آجکل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا مشکل ہے متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے جب اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کوئی سند نہیں حقیقی مکرمت اور عزت کا باعث فقط تقویٰ ہے"۔

(ملفوظات جلد اوّل)

"مجھے ان لوگوں سے کیا کام جو سچے دل سے دینی احکام سر پر نہیں اُٹھا لیتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک جوئے کے نیچے صدق دل سے اپنی گردنیں نہیں دیتے اور راستبازی اور تہذیب اور صبر اور نرمی کا جامہ نہیں پہنتے بلکہ غریبوں کو ستاتے اور عاجزوں کو دھکے دیتے اور اکڑ اکڑ کر بازاروں میں چلتے اور تکبر سے کرسیوں پر بیٹھتے اور اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں اور کوئی بڑا نہیں مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں اور شرم سے بات کرتے ہیں اور غریبوں اور مسکینوں کی عزت کرتے اور عاجزوں کو تعظیم سے پیش آتے ہیں، اور کبھی شرارت اور تکبر کی وجہ سے ٹھٹھا نہیں کرتے اور اپنے رب کو یاد رکھتے ہیں اور زمین پر غریبی سے چلتے ہیں سو میں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لئے نجات تیار کی گئی ہے۔ میں کیا کروں اور کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں جو اس گروہ کے دل میں کارگر ہوں خدایا مجھے ایسے الفاظ عطا فرما اور میری تقریر میں الہام کر جو ان دلوں پر اپنا نور ڈالیں"۔

(مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل)

سادگی

جناب میاں عبد اللہ صاحب سنوریؓ نے بیان کیا کہ :۔

"حضرت صاحب فرماتے تھے کہ مجھے وہ لوگ جو دنیا میں سادگی سے زندگی بسر کرتے ہیں بہت ہی پیارے لگتے ہیں"۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل)

سطور بالا میں حضرت مسیح موعود کی اخلاقی تعلیمات کی محض ایک جھلک پیش کی گئی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وصایا

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ بہشتی مقبرہ کے دفتر میں ایک ماہ کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ کریں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۴۶۷۴۱:— مَیں محمدی بیگم بیوہ مکرم نذر محمد صاحب قوم گاڑا پیشہ خانہ داری عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۷۹ء ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۱۱/۸۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

مَیں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

زیور نقرئی ۴۰ تولے در ۱۴/- روپے تولہ کل	۵۶۰—۰۰
حق مہر جو مَیں اپنے خاوند سے وصول کرچکی ہوں	۱۰۰۰—۰۰
نقد	۱۵۰۰—۰۰
میزان	۳۰۶۰—۰۰

اس کے علاوہ مجھے میری بیٹی کی طرف سے دس روپے ماہوار جیب خرچ کے طور پر ملتے ہیں۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتی رہوں گی۔ اور اگر کوئی اور جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
محمد الیاس ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام سکول قادیان	محمدی بیگم	محمد طاہر حسین

وصیت نمبر ۴۶۷۶۵:— مَیں امۃ الحیٔ تحسین زوجہ مکرم مولوی شکیل احمد صاحب طاہر قوم قریشی پیشہ امور خانہ داری عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۱۱/۸۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ غیر منقولہ میری کوئی جائیداد نہیں منقولہ جائیداد کی تفصیل اس طرح ہے۔

زیور طلائی کانٹے چار گرام موجودہ قیمت	۹۰۰—۰۰
حق مہر بذمہ خاوند	۲۱۰۰—۰۰
میزان	۳۰۰۰—۰۰

اس کے علاوہ میرے خاوند کی طرف سے مبلغ ۱۰/- روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتی رہوں گی اگر اس کے بعد کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
شکیل احمد طاہر خاوند موصیہ	امۃ الحیٔ تحسین	محمود احمد ابن مولوی غلام نبی صاحب

وصیت نمبر ۴۶۷۶۷:— مَیں جمیلہ خاتون بیوہ مکرم شاہ شکیل احمد صاحب قوم مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۶۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۶ء ساکن گیا ڈاکخانہ گیا ضلع گیا صوبہ بہار۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲/۱۰/۸۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

مَیں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد متروکہ منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

منقولہ جائیداد طلائی زیور چوڑی دو عدد وزن ۲ بھری ۲ آنہ جھمکا، موجودہ قیمت	۵۲۲۰—۰۰

غیر منقولہ جائیداد ایک عدد مکان جو بعوض حق مہر ہے جس کی موجودہ قیمت ۲۰۰۰۰—۰۰ روپے ہے۔ اس کے علاوہ میری ماہانہ آمد بطور کرایہ مکان اور پنشن ۱۰۰/- روپے ہے۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ اگر اس کے بعد مَیں مزید کوئی اور آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت ماہ اکتوبر ۱۹۸۵ء سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
شاہ ناصر احمد	جمیلہ خاتون	(ڈاکٹر) محمد یونس

Ahmadiyya Markazi Library Qadian

دُعائے مغفرت

(۱):— انتہائی افسوس کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے کہ مکرم سیٹھ مہر دین صاحب سکندر آباد کے جواں سال بیٹے عزیز نعیم احمد (عمر ۱۹ سال) کو بتاریخ ۵/۳/۸۶ سائیکل پر سواری کی حالت میں حادثہ پیش آیا اور وہ موقعہ پر ہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ عزیز مرحوم مخلص با اخلاق اور محنتی نوجوان تھے۔ مورخہ ۶/۳/۸۶ کو مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ نے مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں بہت سے غیر از جماعت حضرات اور عورتوں نے بھی شرکت کی۔ بعدہٗ تدفین عمل میں آئی۔ قارئین سے درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز مرحوم کی مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے نیز والدین اور بھائیوں کو صبر جمیل بخشے۔ آمین

خاکسار حافظ صالح محمد الہ دین صدر جماعت احمدیہ سکندر آباد

(۲):— افسوس! میرے چھوٹے بھائی عزیز ایس اے منیر احمد صاحب مورخہ ۲۶/۲/۸۶ کو بعمر ۵۷ سال اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نے اپنے پیچھے چار لڑکے، چار لڑکیاں اور ایک بیوہ سوگوار چھوڑی ہے۔ بیس روپے اعانت بدر میں ارسال کرکے عزیز مرحوم کی مغفرت و بلندیٔ درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے نیز ان کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دُعاؤں کا ملتجی ہوں۔

خاکسار ایس۔ اے بشیر صدر جماعت احمدیہ ساگر

درخواستہائے دُعا

★— مکرم سید سلیمان صاحب مہدی پورہ کالونی بدر آباد نے اپنا ذاتی کاروبار شروع کیا ہے موصوف اکیس روپے اعانت بدر میں ارسال کرکے نئے کاروبار کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے۔

★— مکرم سیٹھ محمد ذکریا صاحب الّو یادگیر بفضلہ تعالیٰ سلسلہ کے ہر کام میں پیش پیش رہنے والے مخلص احمدی نوجوان ہیں۔ موصوف اپنی کاروباری پریشانیوں کے ازالہ اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ★— مکرم عبد الباسط صاحب ساکن بڈھانوں اپنے والد محترم کی ملازمت میں ترقی کی خوشی میں بطور شکرانہ دس روپے اعانت بدر میں ارسال کرکے اس ترقی کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے اور والدہ محترمہ کی کامل دعاجل شفا یابی و درازیٔ عمر کے لئے قارئین سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ ۶/۳/۸۶ کے شمارہ میں خاکسار کا یہ اعلان سہو کتابت کے باعث غلط شائع ہوگیا ہے۔ اور مکرم عبد الباسط صاحب کے والد کی بجائے خود ان کی ملازمت میں ترقی کا لکھا گیا ہے جبکہ عزیز موصوف

ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء

{تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے}

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکردہ: کرشن احمد گوتم احمد اینڈ برادرس۔ سٹاکسٹ جیون ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک ۔ ۷۵۶۱۰۰ (اُڑیسہ)

پروپرائیٹر:- شیخ محمد یونس احمدی - فون نمبر:- 294

ارشادِ نبوی

"الدُّعَاءُ ھُوَ الْعِبَادَةُ" (بخاری)

(ترجمہ) دُعا ہی تو اصل عبادت ہے!

(محتاجِ دُعا)

یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SARA Traders

WHOLESALE DEALER IN HAWAI & PVC CHAPPALS
SHOE MARKET, NAYA POOL, HYDERABAD - 500002
PHONE:- 522860.

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔"

(کشتی نوح)

پیشکش:-

ROYAL AGENCY

C.B. CANNANORE - 670001
H.O. PAYANGADI - 670303. (KERALA)
PHONE:- PAYANGAD - 12, CANNANORE:- 4498.

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گڈ لک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی۔ وی اُوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم ص۳۱)

الائیڈ گلو پروڈکٹس

بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے

(پتہ)

نمبر ۲-۴-۲/۲/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدر آباد ۲۷ (آندھرا پردیش)
فون نمبر:- 42916

حیدر آباد میں

فون نمبر:- 42301

لیلینڈ موٹر گاڑیوں

کی اطمینان بخش، قابل بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز

مسعود احمد ریپئرنگ ورکشاپ (آغا پورہ)

۱۶-۱-۴۸۷ سعید آباد۔ حیدر آباد (آندھرا پردیش)

"تم شرک سے بکلّی پرہیز کرو!"

(کشتی نوح)

MR ®

CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:-

آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربڑ، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

أفضل الذكر لا إله إلا الله

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ۔ کلکتہ - ۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

PH. 275475
RESI. 273903

CALCUTTA - 700073.

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA

PHONE:- 279203

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072.

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب ؛ گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

بی۔ ایم الیکٹرک ورکس بمبئی

خاص طور پر ان اغراض کے لئے ہم سے رابطہ قائم کیجئے۔

- الیکٹریکل انجینئرس
- الیکٹریکل ورکنگ
- لائسنس کنٹرکٹس
- موٹر وائنڈنگ

C-10 LAXMI GOBIND APART, J. P. ROAD. VERSOVA.

FOUR BUNGLOWS, ANDHERI (WEST)

574108
629589
ٹیلیفون

BOMBAY-58.

"میں وہی ہوں

جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا۔"

(فتح اسلام صفحہ ۷ تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(پیشکش)

لبرٹی بوٹ ہاؤس

نمبر ۵-۲-۵۰-۱۸
تلک نگر
حیدر آباد - ۵۰۰۲۵۳

محبت سب کیلئے
نفرت کسی سے نہیں

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش:- سن رائز ربر پروڈکٹس ۲ تپسیا روڈ۔ کلکتہ - ۷۰۰۰۳۹

SUNRISE RUBBERS PRODUCTS

2 - TOPSIA ROAD. CALCUTTA - 700039.

تار کا پتہ: "AUTOCENTRE"

ٹیلیفون نمبرز: 23-5222, 23-1652

آٹو ٹریڈرز

۱۶- مینگو لین۔ کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار

HM برائے:- ایمبسڈر ● بیڈفورڈ ● ٹریکر HM

SKF بال اور رولر ٹیپر بیرنگ کے ڈسٹری بیوٹر!

ہر قسم کی ڈیزل اور پٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصلی پرزہ جات دستیاب ہیں۔

AUTO TRADERS

16-MANGOE LANE, CALCUTTA - 700001

ہر قسم اور ہر ماڈل کے

موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ

کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے!

AUTOWINGS

آٹو ونگس

13 - SANTHOME HIGH ROAD.

MADRAS — 600004.

PHONE NO. 76360, 74350

رحیم کاٹج انڈسٹریز

RAHIM COTTAGE INDUSTRIES.

17-A, RASOOL BUILDING

MOHAMEDAN CROSS LANE

MADANPURA

BOMBAY - 8.

پرفیکٹ ٹریول ایڈس

M/s PERFECT TRAVEL AIDS

SHED NO. C-16.

INDUSTRIAL ESTATE

MADIKERI - 571201

PHONE NO. OFFICE. 806, RESI. 285

ریگزین۔ فوم۔ چمڑے۔ جینس اور ویلویٹ سے تیار کردہ بہترین۔ معیاری اور پائیدار سوٹ کیس
بریف کیس۔ سکول بیگ۔ ہینڈ بیگ (زنانہ و مردانہ)۔ ہینڈ پرس۔ منی پرس۔ پاسپورٹ کور
اور بیلٹ کے مینوفیکچررس اینڈ آرڈر سپلائرز

Regd No. P. GD-3
Phone No. 35
THE WEEKLY BADR QADIAN-143516
20th. MARCH 1986 MASEEH MAUOOD NUMBER PRICE Rs. 1.50

Ahmadiyya Mark... Qadian 1435...

BANI®

موٹر گاڑیوں کے ربر پارٹس

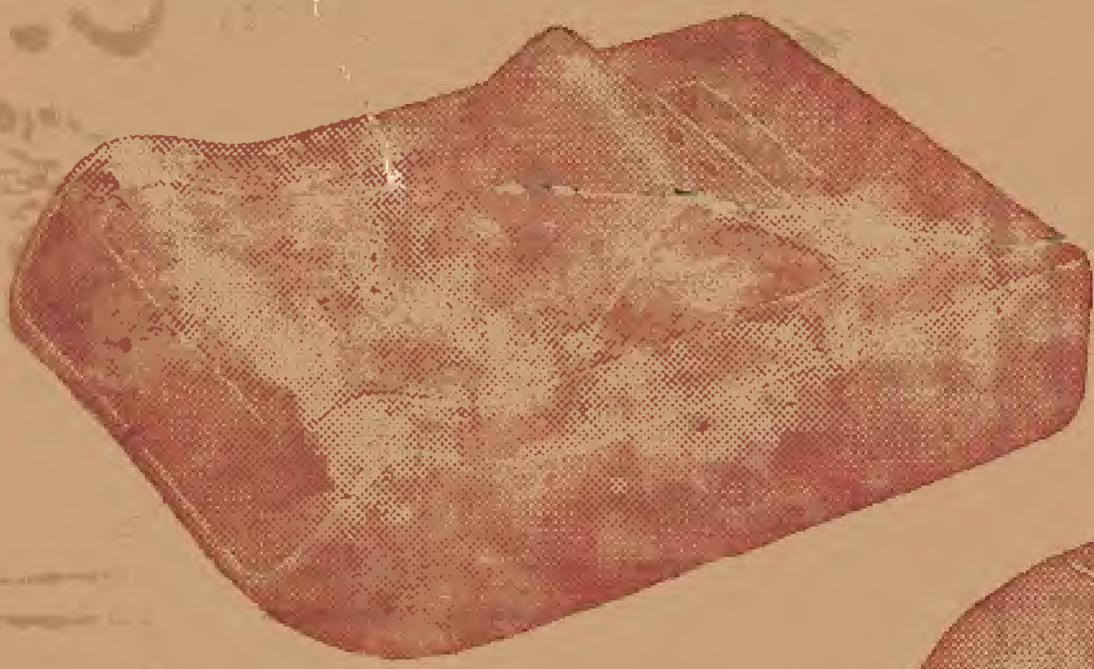

25 YEARS
1956-1981

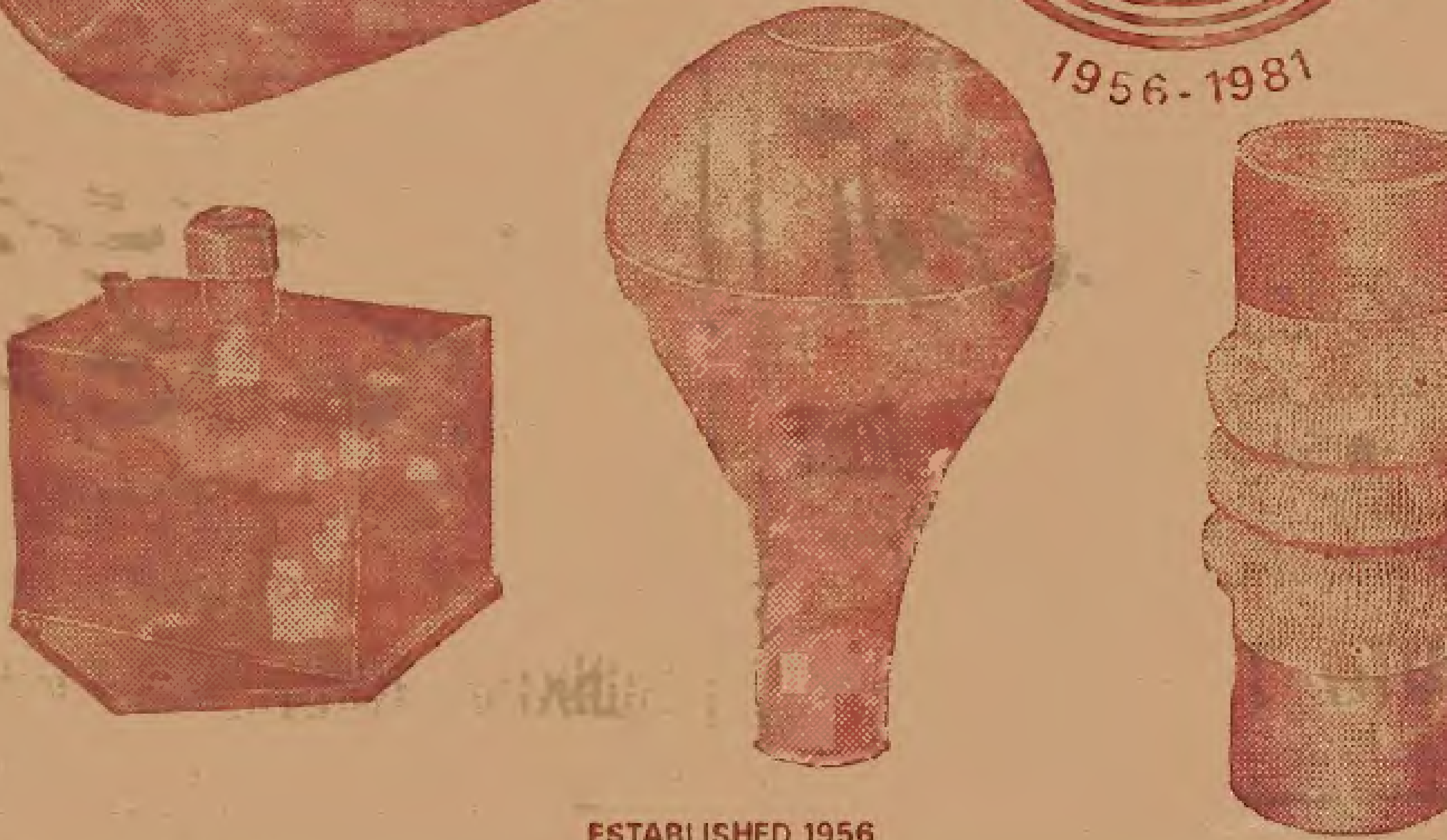

ESTABLISHED 1956

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

AUTOMOTIVE PARTS MANUFACTURERS

HEAD OFFICE : **BANI HOUSE** 56 TOPSIA ROAD (SOUTH)
CALCUTTA 700 046 PHONE : 43-5206 43-5137
CITY SHOWROOM 5 SOOTERKIN STREET CALCUTTA 700072 PHONE : 23-1574 CABLE: ***AUTOMOTIVE***

طالبانِ دعا :۔ ظفر احمد بانی، مظہر احمد بانی، ناصر احمد بانی و محمود احمد بانی
پسران میاں محمد یوسف صاحب بانی مرحوم و مغفور

'Only Tittle Printed' Rama Art Press, Amritsar Ph. : 47434